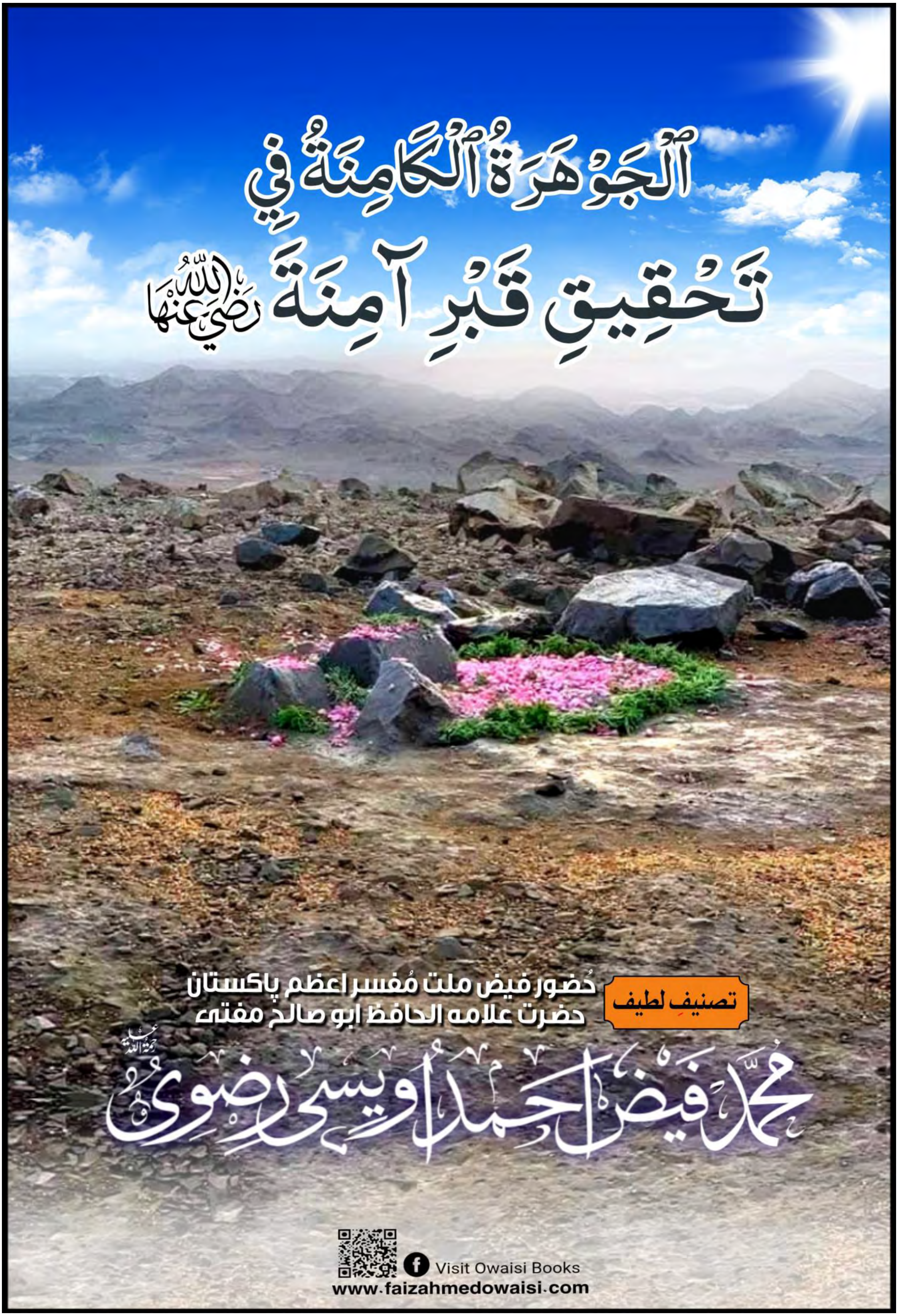


ٱلۡجَوۡهَرَةُ ٱلۡكَامِنَةُ فِي
تَحۡقِيقِ قَبۡرِ آمِنَةَ رضي الله عنها

تصنیفِ لطیف

حضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ

Visit Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

سببِ تالیف

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ . نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى حَبِيبِهِ الْكَرِيمِ .

ذیقعدکے اواخِر میں مندرجہ ذیل خط پہنچا:

محترمی ومکرمی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی خدمت میں یہ مَعروضات اِس اُمید سے پیش کئے جارہے ہیں کہ آپ عاشقانِ رسول مقبول آقائے نامدار شفیع المُذنبین سیّد الاوّلین و آخرین آقا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صفِ اوّل کے علم بردار(رہنما) ہیں اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مَراتِبِ احترام سے بخوبی واقف ہیں۔

امرِ واقع یہ ہے کہ یہ حقیر راقم الحروف سیّد محمد اخلاق اپنے محترم المقام پیر بھائیوں جناب طارق اکرام صاحب اور جناب محمد رحمت اللہ صاحب کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا۔اِس رمضان المبارک میں جب ہم تینوں ہم سفر مدینہ شریف سے مکّہ مکرمہ کی جانب براستہ مقامِ بدر ابوا شریف کے نزدیک سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیاری والدہ ماجدہ سیّدہ طاہرہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار مبارک پر حاضری کی نیّت سے پہنچے تو ہم تینوں نے یہ روح فَرسا(نہایت تکلیف دہ) منظر دیکھا کہ

۱۔مزار شریف کی جگہ کو نہ صرف Bulldozer سے مُنہدِم(زمین بوس) کیا جاچکا تھا بلکہ۔

۲۔ Excavatorاستعمال کرکے جگہ کو کئی فٹ گہرائی تک کھود کر تلپَٹ(برباد) کردیا گیا تھا۔

۳۔پہاڑ کی وہ چوٹی جس پر یہ مزار شریف واقع تھا اُسے Bulldozer سے کٹ کر پہاڑی کی ایک جانب دَھکیل کر گرا دیا گیا تھا۔

۴۔مزار شریف سے متعلق وہ پتھر جن پر ماضی میں زائرین نے نشان دہی کی نیّت سے سبز رنگ کردیا تھا،اُن میں سے کچھ پہاڑی کی ڈھلوان پر پڑے ہوئے تھے اور کچھ پہاڑ سے نیچے ایک چھوٹی سی ڈھیری کی شکل میں پڑے تھے۔

۵۔مزار شریف کی نزدیکی چڑھائی کے راستہ میں شیشے توڑ کر ڈال دیئے گئے ہیں اور غلاظت(گندگی) کے ڈھیر لگادیئے گئے ہیں۔

اِس حالت کو دیکھ کر انتہائی اذیّت کَرب(درد) اور پریشانی کے عالم میں مختصر قیام کرکے فاتحہ پڑھنے کے بعد ہم جُوں(جیسے) ہی پہاڑی سے نیچے اُترے تو ایک سعودی حکومتی اَہلِ کار نے ہم سے سخت کلامی کی اور اپنے ساتھ تھانے چلنے کو مجبور کیا یہ موقعہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اصل صورتِ حال سے آگاہ فرمانے کا سبب یوں فرمایا کہ معمول کے خلاف تھانہ ہی بند تھا۔اِس پر وہ اہلکار ہمیں مقامی مُطوِّع(حکومتی مذہبی افسر) کے پاس لے گیا اور اُس کے سِپُرد(حوالے) کرتے ہوئے کہنے لگا کہ "اگر مجھے عمرہ کے لئے مکّہ مکرمہ نہ جانا ہوتو میں خود اِن کو اچّھی طرح سبق سکھاتا۔" یہ کہہ کر وہ روانہ ہوگیا اور جو مُطوِّع تھا اُس نے تقریباً آدھ گھنٹہ تک وہابیہ مذہب پر ہمیں لیکچر(Lecture) دیتے ہوئے یوں کہا کہ "تم ہندوپاکستان کے رہنے والے، قبروں پر چادریں چڑھاتے ہو اور خوشبوئیں ڈالتے ہو اور یہ کہ تم ہندوپاکستان کے رہنے والے بدعقیدہ شرک کرتے ہو اور ہمارے مذہبِ وہابیہ کا مذاق اُڑاتے ہو جبکہ سچا مذہب تو ہمارا وہابیہ ہی ہے جس

کے بانی محمد بن عبد الوہاب ہیں جو بہت عظیم تھے۔ اپنی بکواس کو جاری رکھتے ہوئے اُس نے مزید یہ کہا کہ تم (نعوذ باللہ) کسی کافرہ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو وہاں تو اب کچھ بھی نہیں ہے اُسے تو ہم کہیں اور لے جاچکے ہیں۔ اور ہمیں وہابیہ مذہب پر کتابچے (رسالے) دیکر یہ اندیشہ ظاہر کرتے ہوئے چھوڑ دیا کہ "مصیبت یہ ہے کہ اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو کہیں تم لوگ اِس واقعہ کو اخباروں میں نشر کروگے اور اگر تم نے تصاویر لی ہیں تو وہ بھی شائع کروگے بس آئندہ اِس طرف رُخ مت کرنا۔" یہ کہتے ہوئے ہمیں جانے دیا۔

مُطوّع (مذہبی اہل کار) کی تمام بکواس سننے کے بعد ہم سکتہ میں آگئے اور فوراً ہمارے دماغ میں پہاڑی کا منظر دوبارہ اُٹھ آیا اور وہ خدشہ جو ہمیں وہاں محسوس ہوا تھا کہ جب پہاڑی کی چوٹی تین (۳) سے چار فٹ گہرائی تک تلپٹ (ملیامیٹ) ہو چکی ہے تو لحد مبارک پر کیا بیتی ہوگی یعنی منتقلی یا جسدی نقصان دونوں میں سے اذیّت کی جرات اُنہوں نے کی ہوگی یہ امر اُس کی باتوں سے واضح ہو گیا۔

اِس دل آزار (تکلیف دہ) واقعہ کو مِن و عَن (مکمل وضاحت کے ساتھ) آپ کے سامنے پیش کرتے ہوئے آپ سے التماس ہے کہ علم شریعتِ محمدی ﷺ کی رُو سے اپنی مذہبی اور علمی بصیرت سے مندرجہ ذیل پہلوؤں پر قرآن و حدیث کے ساتھ روشنی ڈالئے۔

۱۔ ہر مسلمان کو حضور ﷺ کے والدین کریمین کے صاحبِ ایمان ہونے کے بارے میں پختہ یقین ہونا چاہئے۔

۲۔ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کی قبر مبارک کی پامالی اور بے حُرمتی اور نامعلوم جگہ پر بے دردی سے تبدیلی کا کوئی شَرعی جواز نہیں اور یہ کسی طور جائز نہیں۔

۳۔ اِس گستاخانہ فعِل کے کرنے والے افراد یا ایسا فعِل کرنے والے صاحبِ اقتدار یا اِس افسوسناک فعِل میں کسی طرح بھی مُلوّث افراد شریعت کے لحاظ سے نہ صرف قابلِ مذمّت ہیں بلکہ قابلِ سزا بھی ہیں اور اُن سے دوستی رکھنا قطعی (ہرگز) جائز نہیں۔

۴۔ سیّد الشہداء جنّت البقیع شریف، جنّت مُعلّی شریف اور حضور ﷺ کے والد ماجد اور دیگر کئی حضرات کے مزارات موجودہ حکمران اور مذہبی اہلکاروں کے حکم سے شہید کئے جاچکے تھے۔ اب کہ اُنہوں نے والی کائنات کی والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کے مزار مبارک کو بھی بے حرمتی سے شہید کر دیا ہے تو اُن سے اِس بات کا شدید خدشہ ہے کہ کہیں یہ عناَصر حضور ﷺ کے روضۂ پر نور کی بھی بے حُرمتی نہ کر بیٹھیں (جیسا کہ وہابی مذہب کا بانی اپنی کتابوں میں اس بات کا اظہار کر چکا ہے) اِس واقعہ کے بعد عالمِ اسلام اور سربراہانِ عالمِ اسلام عُلماءِ کرام مشائخ عِظام، دانشوروں، ادیبوں اور عام مسلمانوں کو فوری حفاظتی اقدامات کرنے لازم ہیں۔

خدارا واقعہ کی نَزاکت اور اہمیّت کے پیشِ نظر اپنی تمام تر مصروفیات کو ترک فرما کر بلا تاخیر مندرجہ بالا پہلوؤں کی تصدیق کرتے ہوئے مزید وضاحت فرمائیں اور عملی اقدامات کے لئے راہنمائی فرمائیں۔

خیر اَندیش

سیّد محمد اخلاق [1]

[1] (ماہنامہ کنز الایمان لاہور، مئی 1999، ج 1، ص 8 الی 10، مطبوعہ رکن کونسل آف جرائد اہلسنت)

خط پڑھ کر چند آنسو بہائے اور سوائے اِس کے ہم کیا کرسکتے ہیں جبکہ نجدی وہابی فرعون سے دو قدم آگے ہیں سوائے امریکہ کے کسی کو کچھ سمجھتے نہیں۔ اسلامی حکومتیں خود بے حس ہیں بلکہ کالمیت (مردہ) اور نجدی اپنے ظالمانہ عزائم کو آگے بڑھاتے جارہے ہیں وہ اپنی عادت پر آہستہ آہستہ کام آگے بڑھا رہے ہیں مثلاً اِسی واقعۂ قبرِ آمنہ کو دیکھئے کہ اُنہوں نے پہلے ایک فتویٰ جاری کیا جسے فقیر نے مِن وعَن اِس رسالہ میں درج کر کے اُس کا ردّ لکھا ہے، جب دیکھا کہ اِس فتوے سے لوگ زیارتِ مزارِ آمنہ سے باز نہیں آرہے تو اپنی مَن بھائی کاروائی (غیر منصفانہ کارروائی) کر دکھلائی اور یہی تجویز اُن کی گنبدِ خَضراء کے بارے میں ہے آہستہ آہستہ اِس کا سلسلہ بھی جاری ہے چنانچہ چند سال گنبدِ خَضراء کے ہٹانے کا منصوبہ اخبارات میں ظاہر کیا اُس پر جب ہر ملک سے احتجاجات ہوئے تو خاموش ہو گئے۔ لیکن باز آنے والے نہیں چند سالوں میں تھوڑی سی حرکت کر دکھلائی ہے کہ گنبدِ خَضراء کو دونوں جانب سے ڈھک دیا گیا ہے اِس پر خاموشی طاری ہے پھر دیکھی جائیگی خدا اُنہیں اِس بد ارادہ سے باز رکھے۔

فقیر نے مزارِ آمنہ کا مَواد جمع کر رکھا تھا تو فقیر بے نوا اور تو کچھ نہیں کر سکتا قلمی جہاد سمجھ کر اُسے کتابی صورت میں تیار کر لیا۔ طَباعت واِشاعت میرے بس سے باہر ہے عزیزم الحاج حافظ محمد فیاض قادری ناظمِ اعلیٰ ادارہ معارف نعمانیہ لاہور کو خدا تعالی سلامت رکھے اُنہوں نے ادارہ کی طرف سے اُس کی اِشاعت کی حامی بھر لی۔ اور فقیر کی محنت کام آئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيبِهِ الْكَرِيمِ .

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان

۲۹ ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ

مقدّمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَوَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَعَلَى آلِهِ وَ أَصَاحِبِهِ أَجْمَعِين

امّا بعد! حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ نے لکھا کہ امام الازرقی تاریخ مکّہ میں کہتے ہیں کہ ہم سے حدیث بیان کی محمد بن یحیٰ از عبد العزیز بن عمران از ہشام بن عاصم اَسلمی، وہ کہتے ہیں کہ جب میں غزوۂ اُحد میں میں نے نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی طرف خُروج کیا تھا تو ہم مقامِ اَبواء میں اُترے تو ہندہ بنتِ عُقبہ نے ابو سُفیان حرب سے کہا: "کاش میں آمنہ والدۂ محمد ﷺ کی قبر کو ملیامیٹ کر سکتی! کیونکہ اُن کی قبر اَبواء میں ہے لہٰذا تم میں سے کوئی بھی ایسا کر کے مجھے خوش کر دے میں اُس کی ہر خواہش کو پورا کر دوں گی۔" پھر اِس کا ذکر ابو سفیان نے قریش سے کیا تو قریش نے کہا: "ہم پر یہ دروازہ نہ کھولو۔ ورنہ اِس وقت بنی بکر ہمارے مُردوں کی قبریں کھود ڈالیں گے۔"[2]

فائدہ: وہ ہندہ جس نے (بحالت کفر) سیّد الشھداء سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلیجہ چباڈالا وہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی مزار کی مٹی اڑانے سے کب باز آنے والی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے مزارِ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہندہ کی دَست اندازی (چھیڑ چھاڑ) سے بچایا لیکن افسوس کہ وہ کام جو اسلام کے بدترین دشمن نہ کر سکے آج وہ نجدیوں نے بیدردی سے مزارِ آمنہ کو نہایت ذلیل طریق سے پامال کر دکھایا، یہ غزوہ اُحد ۳ھ میں ہوا اِس طرح کا اور بیان فقیر آگے چل کر عرض کرے گا اب نجدیوں کا فتویٰ ملاحظہ ہو جس میں اُنہوں نے قبر آمنہ کو پامال کرنے کو جواز بنایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سَمَاحَةَ الشَّيْخِ الْوَالِدِ الشَّيْخِ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحٍ الْعُثَيْمِينِ وَفَّقَهُ اللّٰهُ

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، وَبَعْدُ: بَعْضُ النَّاسِ يَذْهَبُ لِزِيَارَةِ مَكَانٍ فِي الْأَبْوَاءِ، يَزْعُمُونَ أَنَّهُ مَكَانُ قَبْرِ أُمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَتَوَسَّلُونَ بِهَا، وَبَعْضُهُمْ يَطْلُبُ مِنْهَا كَشْفَ الْكُرُبَاتِ، وَتَنْفِيسَ الشَّدَائِدِ، وَإِجَابَةَ الدَّعْوَاتِ، وَرُبَّمَا اقْتَرَنَ بِعَمَلِهِمْ ذٰلِكَ اعْتِقَادٌ بِأَنَّ أُمَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَحْيَاهَا اللّٰهُ فَآمَنَتْ بِهِ، ثُمَّ مَاتَتْ.

وَالسُّؤَالُ: مَا حُكْمُ زِيَارَةِ قَبْرِهَا إِنْ صَحَّ مَعْرِفَةُ مَكَانِهِ؟ وَهَلْ مَا ذُكِرَ مِنْ إِحْيَائِهَا وَإِيمَانِهَا صَحِيحٌ؟ وَمَا حُكْمُ دُعَاءِ الْمَخْلُوقِ وَسُؤَالِهِ كَشْفَ الْكُرْبَةِ وَإِجَابَةَ الدُّعَاءِ؟ وَهَلْ كَوْنُ الْمَيِّتِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ أَوِ الصَّالِحِينَ يُبِيحُ لِلْإِنْسَانِ دُعَاءَهُ وَسُؤَالَهُ؟

نَرْجُو بَسْطَ الْجَوَابِ لِمَسِيسِ الْحَاجَةِ إِلَى ذٰلِكَ، نَفَعَ اللّٰهُ بِكُمْ.

فتح مکّہ کے بعد مسلمان ہو کر مخلص صحابیات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) میں داخل ہیں سابقہ خطاؤں کے پیشِ نظر اب اُن پر طعن و تشنیع کرنا خود کو جہنم میں دھکیلنا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی تصنیف "الرفاعیہ"۔ اویسی غفرلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ.

---

[2] (أخبار مكة وما جاء فيها من الأثار للازرقي، 272/2، ذكر شق معلاة مكة اليماني ـ ـ ـ الخ، الناشر: دار الأندلس للنشر بيروت)

إِنَّ هَذَا الْمَكَانَ الَّذِي يُدَّعَى أَنَّهُ قَبْرُ أُمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ مَشْهُورٍ فِي السَّابِقِينَ، وَإِذَا كَانَ غَيْرَ مَشْهُورٍ فِي السَّابِقِينَ، كَانَ تَعْيِينُهُ دَعْوَىٰ مِنَ الْمُتَأَخِّرِينَ لَا دَلِيلَ عَلَيْهَا، فَيَكُونُ تَعْيِينُهُ مِنِ اتِّبَاعِ الظَّنِّ، وَالظَّنُّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا، وَيَكُونُ الزَّائِرُونَ لَهُ عَلَى الْوَجْهِ الْمَذْكُورِ فِي السُّؤَالِ مُخْطِئِينَ مِنْ وُجُوهٍ

الْأَوَّلُ: أَنَّهُ لَمْ يَثْبُتْ أَنَّ هَذَا قَبْرُهَا، فَيَكُونُونَ اتَّبَعُوا مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ.

الثَّانِي: أَنَّ زِيَارَتَهُ لَيْسَتْ مُسْتَحَبَّةً، وَلِهَذَا لَمْ يَفْعَلْهَا الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، وَهُمْ أَشَدُّ حُبًّا مِنَّا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَقْوَى اتِّبَاعًا لِسُنَّتِهِ، وَإِنَّمَا كَانَتْ زِيَارَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَابِ شَفَقَةِ الْوَلَدِ لِأُمِّهِ، وَمَعَ ذَلِكَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَهَا، فَفِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

"اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لِأُمِّي فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي، وَاسْتَأْذَنْتُهُ أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأُذِنَ لِي."

الثَّالِثُ: أَنَّ التَّوَسُّلَ بِهَا مِنْ بَابِ التَّوَسُّلِ الْمَمْنُوعِ، فَإِنَّ التَّوَسُّلَ بِأَمْوَاتِ الْمُسْلِمِينَ مِنْ بَابِ الشِّرْكِ، فَكَيْفَ بِالتَّوَسُّلِ بِمَنْ مَاتَ قَبْلَ الْبَعْثَةِ، وَبِمَنْ مُنِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَهُ.

الرَّابِعُ: أَنَّ طَلَبَ كَشْفِ الْكُرُبَاتِ مِنَ الْأَمْوَاتِ شِرْكٌ أَكْبَرُ، مُخْرِجٌ عَنْ مِلَّةِ الْإِسْلَامِ، وَهُوَ سَفَهٌ وَضَلَالٌ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ • وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ﴾

وَقَالَ تَعَالَىٰ:

﴿وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ ۚ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ﴾

وَأَمَّا اعْتِقَادُ أَنَّ أُمَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْيَاهَا اللَّهُ تَعَالَىٰ فَآمَنَتْ بِهِ ثُمَّ مَاتَتْ، فَاعْتِقَادٌ بَاطِلٌ لَا أَسَاسَ لَهُ، وَالْحَدِيثُ الْمَرْوِيُّ فِي ذَلِكَ مَوْضُوعٌ. وَكَوْنُ الْإِنْسَانِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، أَوِ الصَّالِحِينَ لَا يُبِيحُ دُعَاءَ النَّاسِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّالِحُ لَا يَرْضَىٰ بِذَلِكَ.

كَتَبَهُ: مُحَمَّدُ الصَّالِحُ الْعُثَيْمِينُ فِي 1419/2/14 هـ.[3]

سوال: بعض لوگ اَبواء میں ایک جگہ کو آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر سمجھ کر زیارت کو جاتے ہیں وہاں سے وَسُّل(وسیلہ پیش) کرتے ہیں، بعض سمجھتے ہیں کہ یہاں دکھ درد ملتے ہیں اور دعائیں مُستجاب(قبول) ہوتی ہیں اور اُن کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو اللہ نے زندہ کیا اور وہ ایمان لائیں پھر مر گئیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر ثابت ہو جائے کہ واقعی یہ قبر آمنہ رضی اللہ عنہا کی ہے تو کیا اُس کی زیارت جائز ہے کیا واقعی وہ زندہ کی گئیں اور ایمان لاکر پھر فوت ہوئیں پھر وہاں دفعِ مشکلات کے لئے دعا مانگنا جائز ہے کیا وہ جگہ اِجابتِ دعا ہے، کیا انبیاء وصالحین کی دعائیں، سوال قبول کرا سکتی ہیں؟

---

[3] (مجموع فتاوى ورسائل فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين، ج17، ص309 الى 311، رسالة، سماحة الشيخ الوالد الشيخ محمد بن صالح العثيمين وفقه الله، الناشر: دار الوطن دار الثريا، الطبعة: الأخيرة 1413 هـ)

جواب: یہ مکان جہاں قبرِ آمنہ رضی اللہ عنہا سمجھی جاتی ہے سابقین نے مُعیّن نہیں کی اور بعد کے لوگوں نے بِلا دلیل مُقرّر کرلی ہے لہٰذا زائرین کا یہاں آنا بے سود (فضول) ہے اور یہاں کی زیارت مستحب بھی نہیں جبکہ صحابہ سے ثابت نہیں حالانکہ وہ ہم سے رسول اللہ ﷺ کے زیادہ مُحِب و متبع تھے اگرچہ حضور ﷺ یہاں زیارت کے لئے آتے تو وہ بوجہِ شفقتِ مادری کے، پھر آپ نے آمنہ رضی اللہ عنہا کے لئے اِستغفار کی تو اللہ نے روک دیا باقی رہا تـــ وَسُّل (وسیلہ بنانا) وہ جب زندوں کو وسیلہ بنانا شرک ہے مُردوں کو توبطریقِ اَشد شرک ہوا اور مُردوں سے مشکلات حل کرانا توشرکِ اکبر ہے۔ حضور ﷺ نے آمنہ رضی اللہ عنہا کو نہ زندہ کیا نہ وہ ایمان لائی اِس بارہ میں جو حدیث مَروی ہے وہ مَوضوع ہے اور نبی، ولی نہ کسی کی کوئی دعا وغیرہ قبول نہیں کرا سکتے۔

فتوی کا پس منظر: فقیر ۱۴۱۹ھ میں اَبواء شریف چند رُفقائے سمیت مزارِ آمنہ رضی اللہ عنہا کی حاضری سے فارغ ہوئے تو فوراً ظالم نجدی دستہ نے ہمیں گھیر لیا، نہایت سخت اور کَرَخت (سخت) لہجہ میں ہمیں ڈانٹا، پون گھنٹہ ہمیں جس زَجر و توبیخ (ملامت) سے نواز اشاید یہاں ہمارے ہاں بڑے سے بڑے مجرم کو بھی نہیں ڈانٹا جاتا۔ آخر میں فتویٰ مذکور ہمیں دے کر کہا کہ آئندہ آؤ گے تو پھر ہم گرفتار کرکے سخت سے سخت سزا دیں گے۔

فتوے کا خلاصہ اور اُس کی تردید بعد کو عرض کروں گا لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جس اَمر کی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شدید ترین دشمنوں کی جرات نہ ہوئی اِن ظالم نجدیوں نے کیوں جرات کی؟ اِس کی وجہ ظاہر ہے کہ اِن ظالموں کو کسی اسلامی حکومت کا خوف خطرہ نہیں، کاش کوئی غیرت مند اسلامی حکومت اِن کو اِن حرکتوں سے باز رکھ سکے۔

ابوسفیان بے بس: حضرت شاہ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ نے لکھا: مدارج النبوت میں واقدی سے منقول ہے کہ جب یہ مشرکین اَبواء میں پہنچے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی قبرِ اطہر ہے تو اُنہوں نے چاہا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر کو کھود کر ہڈیاں نکال لیں تاکہ اگر بالفرض ہماری عورتیں اُن کی قید میں چلی جائیں تو ہم کہیں کہ تمہاری والدہ کی عِظامِ رحیم یعنی قبر کی ہڈیاں ہمارے قبضہ میں ہیں، تو وہ لا محالہ اُس کے بدلہ میں ہماری عورتوں کو واپس کردیں گے۔ اور اگر عورتیں اُن کی قید میں نہ آئیں تو ہم مالِ کثیر کے بدلہ میں یہ ہڈیاں اُن کے حوالہ کردیں گے، جب اُنہوں نے ابوسفیان سے اِس بارے میں مشورہ کیا تو اُس نے اُن کی رائے کو بُودہ (بے وقوف) اور کم عقل قرار دیا اور کہا کہ بنو بکر اور جزاعہ جو کہ محمد ﷺ کے حَلیف (مددگار) و دوست ہیں اگر وہ اِس بات پر مطلع ہو جائیں گے تو وہ ہمارے مُردوں کی تمام قبروں سے اُن کی ہڈیاں نکالیں گے۔ (مدارج النبوت) [4]

ناظرین با تمکین: غور فرمایئے کہ دشمنِ اسلام آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبرِ اطہر کو مٹانے سے اِس لئے ڈر گیا کہ حضور نبی پاک ﷺ کے حلیف (رفیق و ساتھی) آڑے آئیں گے، افسوس ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں قبرِ آمنہ رضی اللہ عنہا کو آڑانے (بچانے) سے صرف ایک حَلیف کا خطرہ ہے لیکن آج اسلام کی دعویدار بیشمار سلطنتیں موجود ہیں کسی سے بھی ظالم نجدی کو خطرہ نہیں اُسے یقین ہے کہ جو کچھ کریگا اُس سے کون پوچھے گا۔

---

[4] (مدارج النبوۃ (مترجم)، تیسری قسم، تیسرا باب، قبر سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہ کا مسمار کا مقصد، 497/2، مطبوعہ مکتبہ اعلی حضرت لاہور، سن اشاعت 1434ھ)

قبرِ آمنہ رضی اللہ عنہا کی پامالی کی داستان: ہمیں دلوں کو تڑپا دینے والی پہاڑوں کو چیر دینے والی اور دماغوں کو جھنجوڑ دینے والی روح فرسا(دردناک) خبر پہنچی کہ سعودی عرب میں مکّہ المکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام اَبواء پر موجود حضور ﷺ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کو نہ صرف Bulldozer کی مدد سے مُنہدم(زمین بوس) کر دیا گیا ہے بلکہ Excavator کی مدد سے اُس جگہ کو کھود دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ جس پہاڑ کی چوٹی پر یہ قبرِ انور موجود تھی اُسے کاٹ کر ایک جانب دھکیلا گیا ہے اور زائرین کے دلوں کو تڑپانے کے لیے راستے میں شیشے اور غلاظت(گندگی) کے ڈھیر لگائے گئے ہیں، دنیا بھر میں اِس خبر نے اَہلِ سنّت مسلمانوں کو انتہائی کَرب(پریشانی) و غم میں مبتلا کر دیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ "حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر کی پامالی"۔

نڈر و بے باک نجدی: اِس سانحہ عظیمہ پر کوئی کتنا ہی زور لگائے نجدی اپنے کئے پر نَدامت(شرمندہ ہونے) کے بجائے اَکڑا رہے گا، اسلامی سلطنتوں اور کروڑوں مسلمانوں کی کوئی پرواہ نہیں۔

ایک رُکنِ حکومت شیخ عبد العزیز عتیقی سے جب اِس خبر کی حقیقت دریافت کی تو اُنھوں نے تصدیق کی اور یہ فرمایا کہ "نجد قوم بدعت اور کفر کے اِستِحصال(ناجائز فائدہ اٹھانے) کو اپنا پہلا فرض خیال کرتی ہے اور اِس مسئلہ میں وہ دنیائے اسلام کے مَصالح کی کوئی پرواہ نہیں کرے گی خواہ دنیائے اسلام خوش ہو یا ناراض۔"(تاریخ نجد و حجاز، ص ۳۰۵)[5]

ضد کے پکے: مذہبی لحاظ سے محمد بن عبد الوہاب کو اپنا امام مانتے ہیں اور وہ جُملہ اَہلِ اسلام کے نزدیک خارجی مذہب کا پیروکار تھا حضرت امام شامی رحمۃ اللہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

كَمَا وَقَعَ فِي زَمَانِنَا فِي أَتْبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ، الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوا عَلَى الْحَرَمَيْنِ، وَكَانُوا يَنْتَحِلُونَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ، لَكِنَّهُمْ اعْتَقَدُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُونَ، وَأَنَّ مَنْ خَالَفَ اعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُونَ، وَاسْتَبَاحُوا بِذَلِكَ قَتْلَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ، حَتَّى كَسَرَ اللَّهُ تَعَالَى شَوْكَتَهُمْ، وَخَرَّبَ بِلَادَهُمْ، وَظَفِرَ بِهِمْ عَسَاكِرُ الْمُسْلِمِينَ عَامَ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ وَأَلْفٍ. (ردالمختار، ج ۳)[6]

ترجمہ: جیسے کہ ہمارے زمانہ میں محمد بن عبد الوہاب کے ماننے والوں کا واقعہ ہوا کہ یہ لوگ نجد سے نکلے اور مکّہ و مدینہ پر غلبہ کر لیا اپنے آپ کو حنبلی کہلائے لیکن اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف ہم ہی مسلمان ہیں اور جو ہمارے عقائد کے خلاف ہیں وہ مشرک ہیں اِس لیے اُنہوں نے اَہلِ سنّت والجماعت کا قتل جائز سمجھا اور عُلمائے اَہلِ سنّت کو قتل کیا یہاں تک اللہ تعالی نے وہابیوں کی شوکت(عظمت) توڑ دی اور اُن کے شہروں کو ویران کر دیا اور اسلامی لشکروں کو اُن پر فتح دی یہ ۱۲۳۳ھ کا واقعہ ہے۔

---

[5] (تاریخ نجد وحجاز از عبد القیوم ہزاروی، 305/1، مطبوعہ رضوی کتاب گھر، بھیونڈی، سن اشاعت، 2010ء)

[6] (رد المحتار حاشیۃ الدر المختار، 262/4، باب البغاۃ، الناشر: دار الفکر بیروت، الطبعۃ: الثانیۃ، 1412ھ 1992ء)

نوٹ: یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ محمد عبد الوہاب نجدی جُملہ اَہلِ اسلام کو مشرک کہتا تھا اور اُس کا سب سے اوّلینَ عزم (ارادہ) یہی تھا کہ روضۂ رسول کریم ﷺ صنمِ اکبر (بڑابت) ہے، (معاذ اللہ) اُسے ڈھادیناضروری ہے اُس کے لئے حیلے بہانے ڈھونڈرہے ہیں خدا تعالیٰ وہ دن نہ دکھائے لیکن اُن کا عزم و ارادہ یہی ہے۔

نجدی وھابی حکومت کا اصل نشانہ گنبدِ خَضراء: تجربہ کے طور یہ حرکتیں کی جارہی ہیں جب اُنہیں مکمل طور مسلمانوں کی بے حِسی و بے غیرتی کا یقین ہوجائے گا پھر اُن کا اصل نشانہ گنبدِ خَضراء ہے چنانچہ آلِ سعود کے مذہبی سرپرست شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے بارے میں شیخ احمد بن علی بصری شافعی لکھتے ہیں: "اُس کا کہنا تھا اگر مجھے حُجرہ رسول ﷺ پر قبضہ و تصرُّف کا موقع ملے تو میں اُسے ڈھادوں گا۔" (عربی سے ترجمہ فصل الخطاب)

نجد و حجاز سے متعلق سیّد محمد رشید رضا مصری ایڈیٹر المنار مصر نے ایک کتاب لکھی ہے۔ اُس کے صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳ پر آلِ سعود اور گنبدِ خَضرا کے تعلق سے عربی میں لکھی گئی عبارت کا ترجمہ یہ ہے: "کچھ مُورّخین کا کہنا ہے کہ اَہلِ نجد نے حرمِ نبوی کے قُبّہ کے اُوپر سے سونے کا ہلال اور کُرّہ اُتار لیا تھا اور وہ قُبّہ بھی گرانا چاہتے تھے لیکن اُن کے کارکنوں میں سے ہلال اور کُرّہ کو اُتارنے کے لئے اُوپر چڑھنے والے دو آدمی نیچے گر کر مر گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنہوں نے قُبّہ کو ڈھانے کا ارادہ ترک کر دیا۔" [7]

آزمائشی پروگرام: ابھی چند سال پیشتر کی بات ہے کہ جب سعد الحصین کی اِس تجویز کا دنیا کو علم ہوا کہ گنبدِ خَضری کو توسیعِ مسجدِ نبوی کے موقع پر ڈھا دیا جائے یا مسجدِ نبوی کی تعمیر ہونے والی بلند و بالا عمارت کے حِصار (گھیراؤ) میں لے کر اُسے چھپا دیا جائے تو ہندو پاک، بنگلہ دیش، افغانستان ایران، ترکی، برطانیہ، عراق، شام، مصر، مراکش وغیرہ کے ہزاروں عُلماء و فُضلاء اور جُمہور اُمّتِ مُسلمہ نے اِس قیامت آشوب (تباہ کن) تجویز کے خلاف عالمی پیمانے پر احتجاجات کئے اپنے اپنے ملک میں سعودی سفیروں سے ملاقاتیں کیں اور زبردست غم و غصّہ کا اظہار کیا حتیٰ کہ ترکی پارلیمنٹ (Parliament) نے اِس تجویز کے خلاف ایک قرارداد پاس کر کے مسلمانانِ عالم کے جذبات کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا لیکن شاہ خالد بن عبد العزیز جو اُس وقت حکمران تھے اُن کی حکومت نے سعد الحصین کی کوئی سزا دے کر جیل خانہ تک پہنچایا نہ ہی ہفت روزہ الدعوت جس میں یہ تجویز چھپی تھی اُس پر کوئی مقدّمہ چلایا گیا۔

نوٹ: ایک بدارادہ کی تو تکمیل ہوگئی جس کا آج کسی کو احساس تک نہیں وہ ہے گنبدِ خَضراء کو بلند و بالا عمارت سے چھپا دینا۔ مسجدِ نبوی کی بالائی تعمیر سے اندازہ لگالیں۔ یاد رہے کہ مزارات کی پامالی اُس کا پرانا شیوہ (طریقہ) ہے اور وہ اُسے دین سمجھتا ہے پرانے دور کی کاروائی سامنے رکھئے چند نمونے حاضر ہیں:۔

مدینہ طیبہ کے مُنھَدِم مزارات: وفد خلافت کمیٹی نے مدینہ طیبہ کے منہدم مزاراتِ مبارکہ کی جو تفصیلات درج کی ہیں اُن کی ایک مختصر فہرست دل پر ہاتھ رکھ کر ملاحظہ فرمائیں۔

الف۔ مزارات شہزادیانِ خاندانِ نُبوّت: بنتِ رسول حضرت سیّدہ فاطمہ، بنتِ رسول حضرت اُمّ کلثوم، بنتِ رسول حضرت زینب، بنتِ رسول حضرت رقیہ، حضرت فاطمہ صغریٰ بنتِ حضرت امام حسین شہید کربلا۔

ب۔ مزارات اَزواجِ مُطہّرات: حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت زینب، حضرت حفصہ وغیرھا کل نو (۰۹) اَزواجِ مُطہّرات کے مزارات۔

---

[7] (الوهابيون والحجاز، المقالة السادسة، ماذا يفعل الوهابيون بالحجرة الشريفة، 56/1، مطبوعه مطبعة المنار بمصر)

ج۔ مزاراتِ مشاہیر اہلِ بیت: حضرت امام حسن مجتبیٰ، سرِ مبارک حضرت امام حسین شہید کربلا، حضرت امام زین العابدین، جگر گوشہ رسول حضرت ابراہیم، عَمّ النبی (نبی ﷺ کے چچا) حضرت عباس، حضرت امام جعفر صادق حضرت امام محمد باقر۔

د۔ مزاراتِ مشاہیر صحابہ و تابعین: حضرت عثمان غنی، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن وقاص، حضرت امام مالک، حضرت امام نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (ص ۸۰ تا ۸۹، رپورٹ خلافت کمیٹی)

مساجد کا انہدام: مساجد کی بے حُرمتی اور اُن کی پامالی کے جان گُداز (دردناک) حادثات اُس وفد خلافت کی زبان سنئے اِس سے بھی زیادہ افسوسناک چیز یہ ہے کہ مکّہ معظمہ کی طرح مدینہ منوّرہ کی بعض مساجد بھی نہ بچ سکیں اور مزارات کے قُبّوں کی طرح یہ مساجد بھی توڑ دیں گئیں۔

مدینہ میں منہدم مساجد کی تفصیل یہ ہے: مسجدِ فاطمہ متّصل مسجدِ قبلہ، مسجدِ ثنایا (جہاں سرکار کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے) مسجد منارتین، مسجد مائدہ (جہاں سورہ مائدہ نازل ہوئی تھی) مسجدِ اِجابہ۔ (ص ۸۸، رپورٹ وفد)

یہ صرف بطورِ تمہید گزارش تھی اصل بحث کی تحقیق ملاحظہ ہو، فتویٰ نجدی برائے اِنہدام قبرِ آمنہ رضی اللہ عنہا کی حیلہ بازیوں میں سے ہر ایک کا جواب حاضر ہے۔[8]

باب اول: مزارِ آمنہ رضی اللہ عنہا اَبواء شریف میں

قبر آمنہ رضی اللہ عنہا اَبواء میں ہے۔

اِس کے دو حوالے ہندہ و ابو سفیان کے ہم نے پہلے عرض کئے ہیں اِسی مدارج النبوت ۳۷، ج ۲ میں ہے کہ جب حضور سرورِ عالم ﷺ چار، پانچ، چھ، سات سال کے ہوئے، ایک روایت میں بارہ (۱۲) سال ہے مگر صحیح چھ یا سات سال ہے سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کو لے کر اُمّ اَیمن کے ساتھ اپنے والد سے ملنے کے لئے قبیلہ بنی بخاری مدینہ منوّرہ تشریف لے گئیں اور وہاں ایک ماہ گزار کر مکّہ مکرمہ کو واپس ہونے لگیں تو دورانِ سفر مقامِ اَبواء میں انتقال فرمایا اور اُسی جگہ دفن کیں گئیں، اَبواء مدینہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے ایک روایت میں ہے کہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبرِ انور جون میں جانبِ مُعلّٰی یعنی بلندی میں ہے، بعض کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اَبواء میں مدفن ہونے کے بعد اُنہیں مکّہ مکرمہ منتقل کیا گیا ہو۔[9]

غزوہ اَبواء: سب سے پہلا غزوہ اَبواء کا ہے روضتہ الاحباب میں ہے کہ یہ غزوہ دوسرے سال کے اوّل میں یا پہلے سال کے آخر میں مواقع ہوا ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منوّرہ میں خلیفہ بنایا اور خود صحابہ کرام کی جماعت کے ساتھ نبی ضمیرہ کے قافلہ پر جو قریش کا ایک قبیلہ ہے تاخت (تباہ) کرنے کے قَصد (ارادے) سے باہر تشریف لائے اور حاملِ لِوا یعنی جھنڈا اٹھانے والے حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ تھے، جب حضور مقامِ اَبواء پہنچے تو قبیلہ بنی ضمیرہ کا سردار مخشی بن عمر ضمیری صُلح کے ساتھ پیش آیا حضور اکرم ﷺ بھی صُلح پر راضی ہو گئے اور صُلح نامہ لکھا گیا پھر وہ قافلہ پندرہ (۱۵) دن کے بعد مکّہ مکرمہ لوٹ گیا اُس کے بعد اُسے منزلِ اَبواء میں اور ایک قول کے بمُوجب (سبب) اِس سے پہلے ابو عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب جو کہ حضور ﷺ کے اِبنِ عَم چچازاد بھائی تھے اور حضور ﷺ سے اُن کی عمر دس (۱۰) سال زیادہ تھی اسلام لائے۔[10]

---

[8] (تاریخ نجد وحجاز از عبد القیوم ہزاروی، ج 1، ص 309 الی 312، چھٹا باب، مرکزی کمیٹی رپورٹ، مطبوعہ رضوی کتاب گھر، بھیونڈی، سن اشاعت، 2010ء)

[9] (مدارج النبوۃ (مترجم)، دوسری قسم، دوسرا باب، کفالت عبد المطلب، 318/2، مطبوعہ مکتبہ اعلی حضرت لاہور، سن اشاعت 1434ھ)

[10] (مدارج النبوۃ (مترجم)، تیسری قسم، دوسرا باب، غزؤہ ابواء، 429/2، مطبوعہ مکتبہ اعلی حضرت لاہور، سن اشاعت 1434ھ)

(مدارج النبوت، ص ۱۳)

زیارتِ مزارِ آمنہ رضی اللہ عنھا: حضور سرورِ عالم ﷺ ایک ہزار (۱۰۰۰) مُسلّح مجاہدین کو ہمراہ لیکر اپنی والدہ مکرمہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لائے اور آپ پر رِقت طاری ہوگئی اور صحابہ کرام مجاہدین بھی فرطِ تاثر (دلی اثر) سے رو پڑے۔ (تصحیح العقائد)

فائدہ: حضور سرورِ عالم ﷺ کا ہر فعل و قول و عمل کا نام اسلام ہے آپ کا اَبواء میں صحابہ سمیت چل کر قبرِ آمنہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کو جانا اور قبر کے قریب بیٹھ کر اِستغفار کرنا ہم مسلمانوں کو سعادت کی نوید بخشی، خوش بختی اُنہی کی جو مزارِ آمنہ رضی اللہ عنہا کی حاضری دیتے ہیں لیکن بد بخت نجد غلط تاویلات کر کے کتنا بڑا ظلم کیا اُس کے باوجود وہ زیارتِ قبرِ آمنہ کا انکار نہیں کر سکتا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور سرورِ عالم ﷺ اِستغفار سے منع فرمایا یا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے زیارتِ قبرِ آمنہ کی اجازت طلب فرمائی، اُس پر اللہ تعالیٰ نے زیارتِ قبر سے روکنے کے بجائے اجازت عطا فرمادی۔

قاعدہ: بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی اِستغفار کی رکاوٹ کے وُجوہ (اسباب) ہم آگے عرض کریں گے یہ قاعدہ یہاں یاد کر لیں کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی شریعت مبارکہ اصول وضوابط جَستہ جَستہ (دھیرے دھیرے) مرتّب ہوئے ہیں جس امر کی آج ممانعت ہوئی، چند دنوں کے بعد اُس کی اجازت ہوگئی قواعدِ ناسخ و منسوخ میں تفصیل پڑھیے۔ اِس موضوع پر فقیر کی کتاب "القول الراسخ" خوب ہے مثلاً پہلے قُبور کی زیارت منع تھی پھر اجازت تا قیامت، یونہی مَقروض کی نمازِ جنازہ سے ممانعت پھر اجازت وغیرہ وغیرہ ایسے ہی آج سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی استغفار سے ممانعت پھر حَجّتہ الوداع میں نہ صرف اجازت بلکہ اُنہیں دولتِ اسلام سے نواز کر صحابیت میں داخل فرمایا۔

عادت بد مذھب: دورِ حاضرہ میں بد مذاہب کی عادت بن گئی ہے کہ منسوخ حکم کا انکار مثلاً شیعہ نے سے مُتعہ کا انکار کیا یونہی غیر مقلدین نے در جنوں مسائلِ منسوخہ کا انکار کیا یونہی نجدیوں کو صرف منعِ استغفار پر ایمان ہے۔ لیکن اِحیاءُ الاَبوَین والی روایت سے انکار یہ تفصیل آئے گی۔

مزارِ آمنہ کے مزید حوالے: الحمد اللہ اَبواء میں قبرِ آمنہ کے بیشمار حوالات فقیر کے پیشِ نظر ہیں مختصر چند حاضر ہیں:۔

۱۔ امام علی بن عبداللہ بن احمد الحسنی السمہودی م ۹۲۲ھ رحمۃ اللہ خلاصتہ الوفاء، مطبوعہ مدینہ ص،۱۰ میں لکھتے ہیں:

وَالْأَصَحُّ أَنَّ قَبْرَ أُمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَبْوَاءِ . مَاتَتْ هُنَاكَ وَهِيَ رَاجِعَةٌ مِنَ الْمَدِينَةِ.[11]

یعنی صحیح تر یہی ہے کہ اُمّ رسول اللہ ﷺ سیّدہ آمنہ کی قبر اَبواء میں ہے یہیں فوت ہوئیں، جب مدینہ شریف سے واپس مکّہ مکرمہ کو جارہی تھیں۔

فائدہ: مدینہ طیبہ کے سب سے بڑے مورّخ محقق امام سمہودی رحمۃ اللہ ہیں دس (۱۰) سال کے عرصہ میں مدینہ طیبہ رہ کر مدینہ پاک اور گرد و نواح کی چھان بین کر کے محققانہ انداز "وفاء الوفاء" پھر "خلاصتہ الوفاء" لکھی۔

۲۔ یہی علامہ سمہودی رحمۃ اللہ وفاء الوفاء، ص ۱۱۹، ج ۴ میں لکھتے ہیں:

[11] (خلاصة الوفا بأخبار دار المصطفى. بقاع المدينه ۔۔ الخ .541/2 . مطبوعه طبع على نفقة السيد: حبيب محمود أحمد)

وَبِهِ قَبْرُ أُمِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذٰلِكَ أَنَّ أَبَاهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْمَدِينَةِ يَمْتَارُ تَمْرًا فَمَاتَ بِهَا. فَكَانَتْ زَوْجَتُهُ آمِنَةُ تَخْرُجُ كُلَّ عَامٍ تَزُورُ قَبْرَهُ. فَلَمَّا أَتَى لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتُّ سِنِينَ، خَرَجَتْ بِهِ وَمَعَهَا عَبْدُ الْمُطَّلِبِ —وَقِيلَ: أَبُو طَالِبٍ— وَأُمُّ أَيْمَنَ. فَمَاتَتْ فِي مَنْصَرَفِهَا بِالْأَبْوَاءِ. وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ قَبْرَهَا بِمَكَّةَ. وَقَالَ النَّوَوِيُّ: إِنَّ الْأَوَّلَ أَصَحُّ.[12]

یعنی اَبواء میں رسول اللہ صلی اللہ و آلہ وسلم کی والدہ آمنہ کی قبر ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد مدینہ پاک میں کھجوروں کی خرید کے لئے تشریف لائے تو وہیں فوت ہو گئے آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ آمنہ ہر سال اُن کی قبر کی زیارت کے لئے آتی تھیں، جب رسول اللہ ﷺ چھ (۰۶) سال کے ہوئے تو اُنہی ساتھ لائیں ان کے ساتھ حضرت عبد المطلب یا ابو طالب اور اُمّ ایمن تھیں تو مکّہ کو واپس جاتے ہوئے فوت ہو گئیں، ایک روایت میں ہے اُن کی قبر مکّہ میں ہے لیکن امام نووی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

۳۔ امام زرقانی **شرح المواہب**، ص۱۷۷، ج۱ میں قبر آمنہ کا ذکر حجون میں کر کے اُس کی تردید میں لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ سَعْدٍ فِي "الطَّبَقَاتِ": هٰذَا غَلَطٌ، لَيْسَ قَبْرُهَا بِمَكَّةَ، قَبْرُهَا بِالْأَبْوَاءِ.[13]

یعنی اِبنِ سعد نے "**طبقات**" میں لکھا کہ یہ غلط ہے کہ آمنہ کی قبر مکّہ ہے بلکہ اُن کی قبر اَبواء میں ہے۔

فائدہ: اِس قسم کے حوالہ جات فقیر جمع کرلے تو ضخیم تصنیف تیار ہو، صرف اَہلِ علم سے گزارش ہے کہ کُتُبِ سیرت میں غزوہ اُحد اور فتحِ مکّہ اور حجۃ الوداع کے ابواب میں قبر آمنہ کا ذکر موجود ہے۔

سوال: حجون (مکّہ) کا ذکر بھی آتا ہے، اُسے نجدی وہابی نے اَبواء سے قبر مٹانے کا حیلہ بنایا ہے۔

جواب: اسلامی اُصول سے ناواقفیت، ضد اور ہٹ دھرمی بلکہ میرے نزدیک اُن کی فرعونیّت کار فرما (عمل پیرا) ہے ورنہ جہاں محققین و مُورّخین نے حجون کا ذکر کیا ہے وہاں ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ صحیح تر یہی ہے کہ قبر آمنہ اَبواء میں ہے۔ بتایئے عمل، صحیح تر پر ہونا چاہئے یا غیر صحیح پر، لیکن ہمارا سوال ہے کہ اگر حجون میں ہے تو اُسے تم نے کب معاف، کیا وہ تو تم نے کئی عرصہ پہلے اُس پر ہاتھ صاف کر کے اپنا رُوسیہ (منہ کالا) کیا، علاوہ ازیں سیّدہ آمنہ کا ابتدائی دفن اَبواء میں ہے اُس کے متعلق کسی کو اختلاف نہیں، ہاں احتمال (شک) ہے کہ بعد کو اَبواء سے نقل کر کے حجون میں مدفون ہوئیں لیکن میں کہتا ہوں، عمل یقین پر ہوتا ہے نہ کہ احتمال پر حضور سرورِ عالم سلام کی زیارت قبر اَبواء میں ثابت ہے۔ جہاں بھی ثابت ہے۔

سوال: اِحیاءِ اَبوَین کے موقع پر؟

جواب۱: نبی پاک ﷺ کے اَسرار اور رُموز (خفیہ باتوں) کو ہم کیا جانیں آپ نے حجون میں اِحیاءِ اَبوَین فرما کر اُنہیں دولت اسلام سے نوازا اور صحابیت کا شرف بھی بخشا تو یہاں صرف آمنہ کی قبر کا مسئلہ نہیں، اگر قبر مطلوب ہے تو حضرت عبد اللہ کی قبر تو یہاں نہ تھی کیونکہ اُن کی قبر بالاتفاق مدینہ پاک میں تھی جسے اس گذشتہ صدی کے آخری سالوں میں نجدیوں نے اُکھیڑا اور نہ معلوم کہاں منتقل کیا (جس کے متعلق اخبارات کی شہادتیں موجود ہیں) ہاں! کیونکہ وہ قبر بھی سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے نام سے مشہور تھی اگرچہ **اَصحّ الاَقوال اَبوَین** میں جیسے تحقیق گذری ہے تو آپ ﷺ بجائے عام جگہ پہ معجزہ ظاہر کرنے کے اُسی

---

[12] (وفاء الوفا بأخبار دار المصطفى. الأبواء:. 7/4. الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت. الطبعة: الأولى 1419)

[13] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية. 333/1. ذكر وفات امه ـ الخ. الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى 1417هـ1996ء)

جگہ تشریف لے گئے جو قبر آمنہ کے نام سے مشہور تھی اِس سے تو الٹا اَہلِ سنّت کے مذہب کی تحقیق و تائید ہے کہ جو قبر کسی کے نام سے منسوب ہے تم اُس کے احترام و دیگر لوازمات مثلاً زیارت القُبور، دعاو استغفار میں کمی نہ کرو تحقیق کے چکر میں اپنا ثواب ضائع نہ کرو، الحمد اللہ اَہلِ سنّت کا یہی موقف ہے کہ قُبور جہاں بھی دیکھتے ہیں وہاں ایصالِ ثواب وغیرہ کرتے ہیں، ہاں جعلی قُبور و مزارات کے ہم بھی دشمن ہیں، لیکن افسوس نجدیوں وہابیوں پر کہ وہ اصلی قُبور اور مزارات کے دشمن ہیں اور آڑ لاتے ہیں جعلی قُبور کی۔

جواب ۲۔ ایک نام کی کئی قُبور مشہور ہوتی ہیں، جیسے سیّدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے سات (۰۷) مزارات مشہور ہیں فقیر کی کتاب "ذکر اویس" پڑھیے۔ بعض انبیاء علیہم السلام کے مزارات ہم نے شام میں دیکھے تو پھر وہی عراق اور دوسرے ممالک مثلاً مصر وغیرہ میں بھی ہیں، ایسے ہی بہت سے صحابہ و اَہلِ بیتِ عِظام و اَولیاءِ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات مُتعدّد (مختلف) مقامات پر ملتے ہیں سوائے ہمارے نبی پاک ﷺ و دیگر چند کاملین کے مزارات کے اکثر انبیاء و اَولیاء علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہی حال ہے مثلاً موسیٰ علیہ السلام کا مزار اُردن کے علاقہ میں مشہور ہے لیکن کتاب "الزیارات شام" کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے دمشق شہر علاقۂ قدم میں ثابت کر دکھلایا مُتعدّد قُبور کا مشہور ہونا زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے اُس سے کسی نے یہ مسئلہ نہیں نکالا کہ مشکوک قُبور مٹا دو یہ نجدیوں کی بدعتِ سیئہ ہے اور وہ بھی پاکستانیوں کی ضد کی وجہ سے کہ جہاں اُنہیں زیارات و تبرّکات کے لئے آتا جاتا دیکھتے ہیں اُن زیارات و تبرّکات کو مٹا دیتے ہیں مثلاً اِس سے قبل بِئرِ ناقہ سے بھی یہی سُلوک کیا گیا ہے۔

جواب ۳: اَہلِ سنّت کا عقیدہ ہے کہ روح مرتی نہیں اور نہ ہی کسی خاص جگہ کی محتاج ہے بلکہ جسم سے نکلنے کے بعد روح آزاد ہوتی ہے جہاں چاہے جائے اِس کے متعلق فقیر کا رسالہ "روح مرتی نہیں" اور دوسرا رسالہ "مرنے کے بعد ارواح کی زیارتیں و ملاقاتیں" (ماہنامہ فیض عالم بہاول پور میں شائع ہوا ہے) اِسی لئے اگر قُبور میں شُکوک و شُبہات ہوں تو اُن کے ایصالِ ثواب و زیارات اگر اَولیا اللہ ہیں تو اِستمداد (مدد) میں فرق نہیں آئے گا قُبور کو زائرین کی سہولت کے لئے صرف علامات کا کام دیتی ہیں تاکہ زائرین اَہلِ قُبور کے اِفادہ و اِستفادہ سے محروم نہ ہوں، خلاصہ یہ کہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا مزار اَصحّ الاَقوال کے مطابق یقیناً اَبواء میں ہے ظالم نجدیوں نے وہ کارنامہ کر دکھایا جس سے کفّار مُشرکین عوامِ اَہلِ اسلام کے ڈر سے نہیں کر سکتے تھے۔ اِن ظالموں کو چونکہ کسی اسلامی ملک سے ڈر اور خطرہ نہیں اِس لئے بلاخوف و خطر سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا مزار نہ صرف بے دردی سے گرایا بلکہ جی بھر بے حرمتی بھی کی۔

نجدی وہابی کفّارِ مکّہ اور ناصبیوں کے نقشِ قدم پر: اِس باب میں قارئین نے پڑھا کہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر گرانے اور اُن کی ہڈیاں لے جانے کے لئے ہِندہ اور دیگر کفّار مکّہ نے ارادہ ظاہر کیا لیکن رسول اللہ ﷺ کے ایک حَریف (مددگار) قبیلہ سے ڈر کر کفّارِ مکّہ اِس لعنت کا طَوق گلے میں نہ ڈال سکے جو نجدیوں کے نصیب میں آئی۔ کاش آج رسول اللہ ﷺ کا کوئی حَریف (مددگار) ہوتا جس سے نجدی ڈر کھا کر پیاری اَمّی سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر کی بے حُرمتی نہ ہوتی۔ ہائے افسوس اتنا ممالکِ اسلامیہ میں کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کا حَریف نہیں۔

ایک اور دشمن: حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ "تاریخ الخلفاء" میں متوکل عباسی بادشاہ کے حالات میں لکھتے ہیں: ۲۳۶ھ میں متوکل نے سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر اور اُس کے اِرد گرد گھروں کے گرانے کا حکم دیا اور کہا کہ "قبر و مکانات گرا کر کھیتی باڑی کے کام میں لاؤ"۔ متوکل (عباسی بادشاہ) ناصبیت و دشمنیِ اہلبیت میں مشہور تھا۔

تمام مسلمانوں کو اُس سے اذیّت (تکلیف) ہوئی اور اہلِ بغداد نے اُس کی برائیاں دیواروں و مسجدوں پر لکھیں اور شُعراء نے اُس کی ہجو (عیب جوئی) کی، چند اَشعار بطورِ نَمونہ ملاحظہ ہوں:

بِاللّٰهِ إِنْ كَانَتْ أُمَيَّةُ قَدَّمَتْ
قَتْلَ ابْنِ بِنْتِ نَبِيِّهَا مَظْلُومًا
فَلَقَدْ أَتَاهُ بَنُو أُمَيَّةَ بِمِثْلِهِ
هَذَا الْعَرِيْ قَبْرُهُ مَهْدُومًا
أَسِفُوا عَلَى أَنْ لَا يَكُونُوا أَشَارَكُوا
فِي قَتْلِهِ فَتَتَبَّعُوهُ رَمِيمًا

ترجمہ: بخدا اگر بنواُمیّہ نے اپنے نبی علیہ السلام کے نواسے کو مظلوم قتل کیا تو آپ کے رشتہ داروں بنوعباس نے بھی ویسا ہی ظلم کیا دیکھو یہ امام حسین کی قبر گری پڑی ہے اُن لوگوں کو افسوس تھا کہ امام حسین کے قتل میں شریک نہ ہوئے لہذا اُس کا بدلہ بوسیدہ ہڈیوں سے لے لیا۔[14]

فائدہ: امام سیوطی رحمۃ اللہ کی عربی عبارت میں فَتَأَلَّمَ الْمُلَوَّنُ کا جملہ ہمارے موضوع یہ قبر آمنہ رضی اللہ عنہا سے خاص مناسبت رکھتا ہے کہ ظالم ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے ایسا سلوک کرتے آرہے ہیں اور مسلمان بیچارہ سوائے چند آنسو بہانے اور کچھ نہیں کر سکتا۔

ہمارے دور میں رو عمل: ہمارے ملک پاکستان کے عوام اہلسنّت قرار دادوں اور کانفرسوں کے دکھ کا اظہار کر رہے ہیں اِس کے سوا بیچارے کیا کر سکتے ہیں۔ روزنامہ خبریں لاہور ۲۴ مارچ ۱۹۹۹ء کی ایک خبر ملاحظہ ہو:

کئی روز سے دینی حلقوں میں اِس اطلاع پر سخت بے چینی پائی جاتی ہے کہ ہمارے پیارے نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کا مزار مُنہدِم کر دیا گیا۔ مزار اَبواء شریف میں ایک پہاڑی پر تھا۔ حضور پاک ﷺ کی والدہ ماجدہ سے عقیدت رکھنے والے ہر مسلمان کے لئے یقیناً یہ اطلاع انتہائی صدمے کا باعث ہے۔ جن حوالوں سے یہ اطلاعات آرہی ہیں اُن کے ساتھ ثبوت بھی ہیں جنہیں دیکھ کر بظاہر واقعہ کی صداقت کا پتہ چلتا ہے اُس کے باوجود دل سے ہی آواز نکلتی ہے کہ اللہ کرے جو کچھ سنا اور دیکھا ہے وہ درست نہ ہو۔ ہم حالتِ خواب میں ہوں اور اب آنکھ کھل جانی چاہیئے۔ سعودی عرب سے پاکستان میں جو اطلاعات پہنچی ہیں وہ کچھ یوں ہیں کہ ریگستانی اور پہاڑی سلسلے میں واقع اَبواء شریف نام کا علاقہ ہے یہ علاقہ مکّہ اور مدینہ کے عام راستوں سے ہٹ کر ہے۔ وہاں ایک پہاڑی پر حضرت آمنہ کا مزار شریف تھا۔ جہاں لوگ عرصہ سے حاضری کے لئے جایا کرتے تھی جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ میں ایک سعودی فتویٰ جاری ہوا جس کے مطابق حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار کی زیارت کو ممنوع قرار دیدیا گیا۔ بعد ازاں حالیہ رمضان المبارک میں سعودی حُکّام نے کاروائی کرتے ہوئے مزار کو ہٹادیا۔ اِس بارے میں دو موقّف ہیں، اول یہ کہ مزار کو پہاڑی کی چوٹی سے ہٹا کر جگہ کو صاف کر دیا گیا۔ دوم یہ کہ مزار کو کسی اور جگہ منتقل کر دیا گیا ہے۔ یہ ایسی باتیں ہیں جو مختلف حوالہ جات سے پہنچتی ہیں حتمی رائے اِسی لئے قائم نہیں کی جاسکتی ہے۔ اِس معاملے میں

---

[14] (تاریخ الخلفاء، مترجم، امراء بنی عباس، ،متوکل علی جعفر، ج 1، ص636 الی 637، مطبوعہ ملت پبلی کیشنز لاہور، سن اشاعت اول فروری 2017ء)

حقائق کیاہیں یہ معلوم ہونا بے حد ضروری ہیں۔ عام طور پر پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں جہاں جہاں بھی یہ خبر پہنچی ہے، وہاں غم وغصّے کی لہر دوڑ چکی ہے۔

جماعتِ اہلسنّت پاکستان کی کراچی کے ہنگامی اجلاس میں ایک قرار داد منظور کی گئی۔ جس میں حاضرین کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے شدید غم وغصّے کا اظہار کیا گیا منظور شدہ قرار دادوں میں کہا گیا کہ جماعت اہلسنّت پاکستان کراچی کے زیر اہتمام ایک ہنگامی اجلاس میں حضور اکرم ﷺ کی پیاری والدہ معظمہ سیّدہ طاہرہ حضرت بی بی آمنہ کے مزار مقدّس کو شہید کیے جانے کی شدید مذمّت کی گئی۔ اجلاس میں حضور علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے مزار پُرانوار کو بلڈوزر کے ذریعے مُنہدِم کرنے پر شدید غم وغصّہ کا اظہار کیا گیا اور حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ سرکاری طور پر اسلامیانِ پاکستان کے جذبات سے سعودی حکومت کو آگاہ کرے۔ اِس ظلمِ عظیم کے خلاف باقاعدہ احتجاج نوٹ کرایا جائے۔ اجلاس میں کہا گیا کہ سعودی حکومت نے اِس ظالمانہ اِقدام کے ذریعہ مسلمانانِ عالم. کے عقیدت بھرے جذبات کو شدید ٹھیس پہنچائی ہے۔ پورے عالمِ اسلام کو اِس واقعے کی مذمّت کرنی چاہیے اور معلوم کیا جانا چاہیے کہ حضرت بی بی آمنہ کے جسدِ اطہر کو سعودی حکومت نے کہاں منتقل کیا ہے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ: یہ صرف کاغذی کاروائی ہے اور نہ ہی حکومتِ پاکستان کے ملکوں میں تیل ہے، وہ خود غریب سعودی حکومت کی گدا گر ہے وہ اُس کو حق بتانے کے بجائے تھپکی دے گی کہ اُس نے جو کچھ اپنا منہ کالا کیا اچھا کیا، مجھے تو حکومتِ ایران پر حیرانی ہے کہ اُن کے اہل بیت کی محبت کے لیے چوڑے دعوے کہاں گئے وہ تو اہلسنّت سے اِس مسئلہ میں دو قدم آگے ہیں وہ کہتے ہیں ایمانِ آمنہ کا عقیدہ فرض ہے لیکن حکومتِ ایران ایسی حیران ہے گویا اُسے سانپ سونگھ گیا ہے ہاں ہند و پاک کے وہابی دیوبندی بغلیں بجا کر خوب مَسرور(خوش) ہیں اور کہہ رہے ہیں خوب شُد(اچھا ہوا) اور محبوبِ خدا ﷺ کے ساتھ ایسا ہونا ضروری تھا۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

کہاں ہیں وہ بادشہ؟ دورِ سابق میں ایسے خدا ترَس(رحم دل) بادشاہ بھی گزرے ہیں جو کاملین کے مٹے ہوئے نشانات کو اُجاگر کرتے تھے، سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کا حال ملاحظہ ہو:

لَمْ يَزَلْ قَبْرُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُخْتَفِيًا حَتَّى كَانَ فِي زَمَنِ الرَّشِيدِ هَارُونَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَبَّاسِيِّ. فَإِنَّهُ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ يَتَصَيَّدُ، وَهُنَاكَ حُمُرٌ وَحْشِيَّةٌ وَغِزْلَانٌ. فَكَانَ كُلَّمَا أَلْقَى الصُّقُورَ وَالْكِلَابَ عَلَيْهَا لَجَأَتْ إِلَى كُثَيِّبِ رَمْلٍ هُنَاكَ. فَتَرْجِعُ عَنْهَا الصُّقُورُ وَالْكِلَابُ. فَتَعَجَّبَ الرَّشِيدُ مِنْ ذَلِكَ. وَرَجَعَ إِلَى الْكُوفَةِ. وَطَلَبَ مَنْ لَهُ عِلْمٌ بِذَلِكَ. فَأَخْبَرَهُ بَعْضُ شُيُوخِ الْكُوفَةِ أَنَّهُ قَبْرُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٍّ. فَيُحْكَى أَنَّهُ خَرَجَ لَيْلًا إِلَى هُنَاكَ. وَمَعَهُ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى الْهَاشِمِيُّ. وَأَبْعَدَ أَصْحَابَهُ عَنْهُ. وَقَامَ يُصَلِّي عِنْدَ الْكُثَيِّبِ. وَيَبْكِي. وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ يَا ابْنَ عَمِّ. إِنِّي لَا أَعْرِفُ حَقَّكَ. وَلَا أُنْكِرُ فَضْلَكَ. وَلَكِنْ وُلْدِي يَخْرُجُونَ وَيَقْصِدُونَ قَتْلِي وَسَلْبَ مُلْكِي. إِلَى أَنْ قَرُبَ الْفَجْرُ. وَعَلِيُّ بْنُ عِيسَى نَائِمٌ. فَلَمَّا قَرُبَ الْفَجْرُ أَيْقَظَهُ هَارُونُ. وَقَالَ: قُمْ فَصَلِّ عِنْدَ قَبْرِ ابْنِ عَمِّكَ. قَالَ: وَأَيُّ ابْنِ عَمٍّ هُوَ؟ قَالَ: أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ. فَقَامَ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى. وَتَوَضَّأَ. وَصَلَّى. وَزَارَ الْقَبْرَ. ثُمَّ إِنَّ هَارُونَ أَمَرَ. فَبُنِيَ عَلَيْهِ قُبَّةٌ عَظِيمَةٌ. وَأَخَذَ النَّاسُ فِي زِيَارَتِهِ. وَالدَّفْنِ لِمَوْتَاهُمْ حَوْلَهُ.

إِلَى أَنْ كَانَ زَمَنُ عَضُدِ الدَّوْلَةِ بْنِ بُوَيَّهِ الدَّيْلَمِيّ، فَعَمَّرَهُ عِمَارَةً عَظِيمَةً، وَأَخْرَجَ عَلَى ذَلِكَ أَمْوَالَهُ الْجَزِيلَةَ، وَعَيَّنَ لَهُ أَوْقَافًا.[15]

یعنی تو کچھ ہرن اور وحشی گدھے وہاں تھے جب شکاری جانور چرخ(شکاری پرندہ) اور کتے اُن پر چھوڑے جاتے تھے وہ سب ہرن ایک ریگ(ریت) کے ٹیلے پر پناہ لیتے تھے سب شکاری جانور پلٹ آتے تھے، ہارون رشید کو سخت تعجب ہوا اور کوفہ میں پلیٹ کے واقف کار لوگوں کو بلایا اور اُن سے اِس حقیقت کا اِنکشاف (بیان) چاہا بعض شُیوخِ کوفہ نے بیان کیا کہ یہ قبر امیر المومنین حضرت علی کی ہے۔ ایک شب ہارون رشید علی بن عیسیٰ ہاشمی کو ساتھ لے کر وہاں آیا اور اپنے تمام ساتھیوں کو علیحدہ کر کے خود اُس ٹیلے کے پاس نماز میں مشغول ہو گیا اور روتا جاتا تھا اور کہا کہ خدا کی قسم میں آپ کے حق کو جانتا ہوں اور آپ کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں مگر آپ کی اولاد میرے اُوپر خروج کر کے مجھے قتل کرنا اور میرے ملک کو چھیننا چاہتے ہیں اِس حالت میں صبح قریب ہو گئی اور اُس وقت علی بن عیسیٰ سو رہے تھے، ہارون نے علی بن عیسیٰ کو جگایا اور کہا: اٹھو اپنے اِبنِ عَم کی قبر کے قریب نماز پڑھو۔ اُنہوں نے کہا: کون اِبنِ عَم؟ کہا: امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کے وضو کیا اور نماز پڑھی اور زیارتِ قبر کی پھر ہارون نے حکم دیا اور قُبّہ اُس قبر پر تعمیر ہو گیا اور لوگوں نے زیارت کرنا شروع کی اور اپنے مردوں کو اُسکے گرد دفن کرنے لگے یہاں تک کہ عضد الدولہ دیلمی کا زمانہ آیا، عضد الدولہ نے بہت بڑی عمارت وہاں بنا دی اور بہت سے اموال اُس میں صرف(خرچ) کیے اور اوقاف اُس کے لیے مُعیّن کر دیے۔

تعارف ہارون الرشید بادشاہ: یہ بادشاہ خود ایک حد تک ہوشیار اور اَحکامِ شرعیہ کا پابند تھا۔ چنانچہ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ الخلفاء" میں کہتے ہیں:

وَكَانَ يُحِبُّ الْعِلْمَ وَأَهْلَهُ، وَيُعَظِّمُ حُرُمَاتِ الْإِسْلَامِ، وَيَبْغِضُ الْمِرَاءَ فِي الدِّينِ، وَالْكَلَامَ فِي مُعَارَضَةِ النَّصِّ.[16]

یعنی ہارون الرشید علم و عُلماء کا قدر دان تھا اور اَحکامِ شرعیہ و شعائرِ اسلام کی تعظیم کرتا تھا اور دین میں ظاہر داری(فریب) اور نص کے مقابلہ میں علمِ کلام سے بیزاری رکھتا تھا۔

مورّخین لکھتے ہیں: ہارون الرشید کا سہانا دور تھا کہ عُلماء فُقہاء کا راج تھا وہ اپنے ملک میں اسلامی شعائر کو رواج دینے کو اولیّت دیتا تھا اُس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ سیّدنا علی المرتضیٰ کے مزارات کے متعلق بھی اختلاف ہے لیکن اُس کے باوجود ہارون الرشید نے امام مالک و امام شافعی کے اُستاد ابراہیم بن یحیی اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ کے علاوہ بڑے بڑے ائمۂ علم اور فُقہاءِ کرام کے سامنے سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نہ صرف قبر بلکہ اُس پر عالیشان قُبّہ بنایا جو آج تک مختلف ادوار گزرنے کے باوجود خوب سے خوب تر ہے نجفِ اشرف(کوفہ) میں زیارتگاہ عوام و خواص ہے اُس وقت کے عُلماء فُقہاء نجدیوں سے لاکھوں درجہ بڑھ کر علم و عمل اور تقویٰ کے حامل تھے، وہ ہارون الرشید کی اُس کاروائی کے حامی رہے لیکن افسوس کہ ہمارے دور کے سربراہان ممالک اُلٹا مزارات گرانے والے دُشمنانِ اسلام نجدیوں کے ساتھ رواداری(حسن سلوک) کرتے ہوئے چپ شاہ بنے بیٹھے ہیں۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ[17]

---

[15] (تاریخ الخلفاء، مترجم، امراء بنی عباس، متوکل علی جعفر، ج 1، ص636 الی 637، مطبوعہ ملت پبلی کیشنز لاہور، سن اشاعت اول فروری 2017ء)

[16] (کتاب مختصر اخبار الخلفاء، از علی ابن انجف، 99/1، مطبوعہ المطبع الامیریہ الکبری ببولاق بمصر)

[17] (حیاۃ الحیوان الکبری، حرف الفاء، فائدۃ، 307/2، الناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ: الثانیۃ، 1424ھ)

باب دوم: ایمانِ آمنہ رضی اللّٰہ عنہ

اِس موضوع پر حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا علاوہ رسائل ستّہ کے ایک مستقل(علیحدہ) رسالہ "الدرر الکامنہ فی ایمان آمنہ" ہے اُن کے فیض سے فقیر نے" الدرر الکامنہ فی ایمان آمنہ" لکھا ہے جو فقیر کی تصنیف ایمانِ اَبوَین مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ بارہا شائع ہوا ہے، یہاں بقدرِ ضرورت عرض ہے۔ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے متعلق چہار(۰۴) مذہب ہیں۔

۱۔ روافض یہ سیّدہ آمنہ وغیرہا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایمان قطعی مانتے ہیں کہ جو اُن کے ایمان میں شک کرے کافر ہے۔

2۔جمہور اہلسنّت کے نزدیک ایمانِ آمنہ ظنّیات سے ہے اُس کا منکر کافر نہیں۔

۳۔ اِبنِ کثیر اور اُس کے مُتّبعین(اتباع کرنے والے) نجدی وہابی اور غیر مقلدین کفر کے قائل ہیں۔

۴۔ توقّف، یہ بہت ہی قلیل(کم) ہیں۔

(فائدہ) دیوبندی کبھی اِدھر کبھی اُدھر تفصیلی دلائل تو فقیر نے مذکورہ بالا تصنیف "الدرہ الکامنہ" میں عرض کی ہے اِجمالی(مجموعی) تحقیق حاضر ہے، دلائل کا عُنوان مندرج ذیل ہے۔

۱۔ قرآن مجید کی وہ اجمالی آیات جو علی الاطلاق اُصولِ رسول ﷺ کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

۲۔ اَحادیث مبارکہ ۳۔ اَقوالِ علمائے ملّت[18]

طریقہ استدلال: ۱۔ سیّدہ آمنہ وغیرہا رضی اللہ عنہم دینِ ابراہیمی پر تھے۔ ۲۔ دورِ فترت یعنی حضور سرورِ عالم ﷺ کے ظہور اور زمانہ عیسیٰ علی نبینا علیہم السلام کے درمیانِ مدّت کے لوگ مومن تھے جنھوں نے شرک و کفر کا ارتکاب نہیں کیا، سیّدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُنہیں میں سے ہیں۔ فطرتِ انسانی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: "كُلُّ مُولودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ" یعنی ہر نومولود فطرتِ اسلام پر ہوتا ہے۔[19] سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے لئے بھی یہی نظریہ ہونا چاہئے جبکہ اُن سے شرک و کفر کے ارتکاب کا کوئی ثبوت نہیں۔[20]

عُلمائے ملّت: حدیث شریف میں ہے: "أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ"[21]

یعنی تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو یعنی جو کچھ تمہارا بیان ہو گا وہ منجانبِ اللہ ہو گا، یہی وجہ ہے کہ جب بھی اور جہاں بھی کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو ترجیح جمہور کو دی گئی اِسی لئے حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: "«لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ»[22] یعنی میری امّت کا گمراہی پر اجماع نہ ہو گا اور امّت کو فرمایا: «اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ" یعنی بہت بڑی جماعت کی اتباع کرو اِس قسم کی مُتعدّد نصیحتیں فرمانے کے بعد وَعیدِ شدید بتائی کہ "فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ، شَذَّ فِي

---

[18] (ابوین مصطفی از اویسی ، 1ج، ص 9 الی 10 ،مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور ، اشاعت دوم ، فروری 1999ء)

[19] (صحیح البخاری ، کتاب الجنائز ، باب ما قیل في أولاد المشركين، 100/2 ، مطبوعہ دار طوق النجاۃ ، الطبعۃ: الأولى، 1422ھ)

[20] (ایمان والدین مصطفی ، رسالہ السبل الجلیہ فی ایمان العلیہ ، مترجم ، ج 1 ، ص 325 الی 238، مطبوعہ مکتبہ جمعیت فیض رضا ،))

[21] (صحیح البخاری ، کتاب الجنائز ، باب ثناء الناس على الميت، 97/2، مطبوعہ دار طوق النجاۃ ، الطبعۃ: الأولى، 1422ھ)

[22] (الكتاب: جامع بيان العلم وفضله ،بَابُ مَعْرِفَةِ أُصُولِ الْعِلْمِ وَحَقِيقَتِهِ وَمَا الَّذِي يَقَعُ عَلَيْهِ اسْمُ الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ مُطْلَقًا ، 759/1 ، حديث 1404 ،الناشر: دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية ،الطبعة: الأولى، 1414 هـ 1994 م)

النَّارِ "یعنی جو علیحدہ ہوا وہ سیدھا جہنم میں گیا۔[23] اور الحمد اللہ فقیر عُلمائے ملّت کی تصریحات سے پہلے چند ایک بزرگوں عُلماء و مشائخ کے اَسماءِ گرامی لکھتا ہے جو ہر ایک اپنی جگہ اسلام کا ایک مضبوط سُتون ہے جن کا نام سن کر آج کا مخلف (اختلاف کرنے والا) اُن کے سامنے خود کو طِفلِ مکتب (طالب علم) سمجھنے سے بھی جھجکتا ہے۔

دورِ حاضرہ کے مخالفین: دورِ حاضر میں بھی مخالفت صرف نجدی، وہابی کر رہا ہے یا پھر اُن کے پالتو غیر مقلدین ورنہ دورِ سابق میں مخالفین کی تائید کسی نے نہیں کی سوائے چند ابنِ کثیر جیسوں کے، یاد رہے کہ جس نے اِس مسئلہ میں مخالفت کی اُس کے اپنے دور میں اتنا زبردست تردیدیں لکھی گئیں کہ پھر اُسے سر اُٹھانے کی طاقت نہ رہی جیسے ابنِ وحیہ کی امام قرطبی نے اور مُلّا علی قاری کی اُن کے اپنے استاد ابنِ حجر وغیرہ نے۔

مُلّا علی قاری رحمۃ اللّٰہ الباری: حضرت مُلّا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کو اِس غلطی پر اِنتباہ کیا گیا جس پر اُنہوں نے کفرِ اَبوَین کے مسئلہ سے توبہ فرمائی[24] اُس کی مُفصّل (تفصیلاً) تحقیق فقیر کی تصنیف "اَبوَین مصطفی" میں پڑھئے۔[25]

سیّدنا امام ابو حنیفہ رضی اللّٰہ عنہ: مخالفین امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی "فقہ اکبر" کے ایک حوالہ سے دھوکہ دیتے ہیں، حالانکہ اصل "فقہ اکبر" میں اِس کے برعکس ہے جو عام "فقہ اکبر" میں چھپا ہے، فقیر نے اِس پر مُتعدّد دلائل قائم کئے ہیں الحمد للہ علی ذالک دیکھئے فقیر کی کتاب "اَبوَین مصطفی"۔[26]

جُمہور کی آواز: جیسا کہ فقیر نے پہلے عرض کیا ہے کہ ایمانِ آمنہ رضی اللہ عنہا پر ایک جمِّ غفیر مُتّفق ہے بلکہ کفر کے فتویٰ کو دیوار بارنے کا حکم (غیر ضروری) فرماتے ہیں اور نہایت ہی سختی سے منکر کو دوزخ کی وَعید سناتے ہیں۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی قُدّس سرّہ نے فرمایا کہ دربارہ اَبوَین کریمین رضی اللہ عنہما میں طریقہ اَنیقہ اَعنی نجات و ایمان کہ ہم نے بتوفیقہ تعالیٰ اختیار کیا تَنَوُّعِ مسالک (مختلف مکاتبِ فکر) پر مختار اَجلّہ ائمہ کبار و عاظم عُلمائے نامدار ہے ازاں جملہ یہ حضرات ہیں:۔

۱۔ امام ابو حفص بن احمد بن شاہین جن کی علوم دینیہ میں ۳۳۰ تصانیف ہیں ازاں جملہ تفسیر ایک ہزار (۱۰۰۰) جز میں اور مسند حدیث ایک ہزار تین (۱۰۰۳) جز میں۔

۲۔ شیخ المحدّثین احمد بن خطیب علی البغدادی۔

۳۔ حافظ الشان محدّث ماہر امام ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر۔

۴۔ امام الاجل ابو قاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ سہیلی صاحب الروض۔

۵۔ حافظ الحدیث امام محب الدین طبری کہ عُلماء فرماتے ہیں بعد امام نووی کے اُن کا مثل علمِ حدیث میں کوئی نہ ہوا۔

۶۔ امام علامہ ناصر الدین ابن المیر صاحب شرف مصطفی ﷺ۔

---

[23] (مشکاۃ المصابیح ،کتاب الایمان ، باب الاعتصام بالکتاب والسنة ، 62/1 ، حدیث 174 ، الناشر: المکتب الإسلامي – بیروت الطبعة: الثالثة، 1985)

[24] (النبراس مع شرح عقائد النسفیه ،الکلام علی والدی مصطفی صلی الله علیه وسلم ، 526/1 ،مططوعه مکتبه رشیده کوئٹه)

[25] (ابوین مصطفی از اویسی ، 293/1 ،مطبوعه مکتبه اویسیه رضویه بهاول پور، اشاعت دوم ، فروری 1999ء)

[26] (ابوین مصطفی از اویسی ، 298/1 ،مطبوعه مکتبه اویسیه رضویه بهاول پور، اشاعت دوم ، فروری 1999ء)

۷۔ امام محمد بن محمد بن محمد الغزالی۔

۸۔ امام حافظ الحدیث ابو الفتاح محمد بن محمد بن سیّد الناس صاحب **عیون الاثر**۔

۹۔ علامہ صلاح الدین صفاء۔

۱۰۔ حافظ الشان شمس الدین محمد ابن ناصر الدین دمشقی۔

۱۱۔ شیخ الاسلام حافظ الشان امام شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی۔

۱۲۔ امام حافظ الحدیث ابو بکر محمد بن عبد اللہ شبلی ابن العربی مالکی۔

۱۳۔ امام ابو الحسن علی بن محمد مادروی بصری صاحب **الحاوی الکبیر**۔

۱۴۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن خلف مالکی شارحِ **صحیح مسلم**۔

۱۵۔ امام عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر قرطبی صاحبِ تذکرہ

۱۶۔ امام المتعلمین المتکلمین فخر المدققین فخر الدین محمد بن عمر الرازي۔

۱۷۔ اامام علامہ شرف الدین مناوی۔

۱۸۔ خاتم الحفّاظ، مجد داالقرآن العاشر امام جلال الملّت والدین عبد الرحمن ابن سیوطی۔

۱۹۔ امام حافظ شہاب الدین احمد بن حجر ہیمی مکی صاحبِ **افضل القری** وغیرہ۔

۲۰۔ شیخ نور الدین علی بن الجزار مصری صاحب رسالہ **تحقیق آمال الزاجین في ان والدي المصطفی ﷺ بفضل الله تعالی في الدارین من الناجین**۔

۲۱۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد ابی شریف حسنی تلمسانی شارح **شفاء شریف**۔

۲۲۔ علامہ محقق سنوسی

۲۳۔ امام الاجل عارف باللہ سیّدی عبد الوہاب شعرانی صاحب **الیواقیت والجواہر**۔

۲۴۔ علامہ احمد بن محمد بن علی بن یوسف فاسی صاحبِ **مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات**۔

۲۵۔ خاتمہ المحققین علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شارح **المواہب الدنیة**۔

۲۶۔ امام الاجل فقیہ اکمل محمد بن محمد کردری بزازی صاحب **المناقب**۔

۲۷۔ زین الفقہ علامہ محقق زین الدین بن نجیم مصری صاحب **الاشتباہ والنظائر**۔

۲۸۔ سیّد شریف علامہ حموودی صاحب **غمزہ العیون والبصائر**۔

۲۹۔ علامہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری صاحب **خمیس في النفس نفیس**۔

۳۰۔ علامہ محقق شہاب الدین احمد خفاجی مصری صاحب **قسیم الریاض**۔

۳۱۔ علامہ طاہر فتنی صاحب **مجمع بحار الانوار**۔

۳۲۔ شیخ شیوخ علمائے الہند مولانا عبد الحق محدّث دہلوی۔

۳۳۔ علامہ صاحب **کنز الفوائد**۔

۳۴۔ مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبد العلی صاحب **فواتح الرحموت**۔

۳۵۔ علامہ سیّد احمد مصری طحطاوی مُحشی **دُرّ مختار**۔

۳۶۔ حافظ عبد العزیز پرہاروی صاحب **نبراس** شارحِ **شرح عقائد** ومصنّفِ تصانیف مفیدہ۔

۳۷۔ علامہ سیّد بن عابدین امین الدین محمد آفندی شامی صاحب رد **المختار** وغیرہم **مِنَ الْعُلَمَاءِ كِبَارُ الْمُحَقِّقِينَ الْأَخْيَارِ، عَلَيْهِمْ رَحْمَةُ الْمَلِكِ الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ**. (شمول الاسلامي امام احمد رضا محدّث بریلوی قدس سرہ)[27]

نوٹ: مذکورہ بالا اسماءِ گرامی لکھ کر امام احمد رضا فاضلِ بریلوی نے فرمایا کہ "یہ بھی اُن اکابر کا ذکر ہے جن کی تصریحات خاص اِس مسئلہ جزئیہ میں موجود ورنہ بنظر کلیت نگاہ کیجیے تو امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد الغزالی و امامِ اجل امامِ حرمین و امام ابنِ سمعانی و امام کیاہراسی و امام اجل قاضی ابو بکر باقلانی حتیٰ کہ خود امام محمد سیّدنا امام شافعی کی نُصوصِ قاہرہ موجود ہیں جن سے تمام آباء واُمّہاتِ اَقدس کا ناجی ہونا کالشّمس (سورج کی طرح) والاَمس (اور گزرے ہوئے کل کی طرح) روشن وثابت ہے بلکہ بالاجماع تمام ائمۂ اَشاعرہ وظاہریہ ماتریدیہ سے مشائخ تک سب کا یہی مقتضائے مذہب ہے۔"[28]

عبارات العلماء الکرام: بے شمار تصریحات فقیر نے رسالہ "**الدرہ الکامنہ**" اور "**اَبوَین مصطفیٰ**" میں درج کی ہیں صرف چند نمونے ملاحظہ ہوں۔ حمل سے لیکر حضور سرورِ عالم ﷺ کی ولادتِ مبارکہ پھر اُس کے بعد حضور ﷺ کی چھ (۰۶) سال کی عمر تک یعنی تا وصال سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے مسلسل کئی معجزات دیکھے اور اُن کی بیان کردہ روایات کو محدّثینِ کرام بالخصوص صِحاح سِتّہ کے مصنّفینِ عِظام نے بیان کیا، بتایئے معجزات کی تصدیق کون کرتا ہے، معجزات کی روایات کی تصدیقات ایمان کی دلیل ہے نہ کہ کفر کی۔

اَحادیث مبارکہ: صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا:

عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَخْبِرْنَا عَنْ نَفْسِكَ.

یعنی ہمیں اپنی ذات والاصفات کے متعلق فرمایئے۔

تو حضور پُر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَقَالَ: دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، وَبُشْرَى عِيسَى، وَرَأَتْ أُمِّي حِينَ حَمَلَتْ بِي كَأَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ لَهُ بُصْرَى مِنْ أَرْضِ الشَّامِ.

یعنی میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ اور جب میری والدہ ماجدہ مجھ سے حاملہ ہوئیں تو اُنہوں نے دیکھا کہ ایک نور کا اُن سے ظہور ہوا جس سے شام کے محلّات روشن ہو گئے، وہ نور میں ہوں۔[29]

---

[27] (فتاوی رضویہ، ج 30، ص 297 الی 298، رسالہ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، پاکستان، سن اشاعت اگست 2005ء)

[28] (فتاوی رضویہ، 299/30، رسالہ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، پاکستان، سن اشاعت اگست 2005ء)

[29] (الخصائص الکبری از جلال الدین سیوطی شافعی، باب ما ظهر في ليلة مولده صلى الله عليه وسلم من المعجزات والخصائص، 78/1، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت)

(دلائل النبوت، بیہقی ص ۱۰، جلد ا، دارمی شریف، ص ۱۷ جلد ا، خصائص الکبری، ص ۱۱۴، جلد ا، تفسیر ابنِ کثیر، ص ۳۶۰ جلد ۴، زرقانی شریف، ص ا، جلد ا، جواہر البحار، ص ۱۴۴، ص ۴۱، سیرت حلبیہ، ص ۷۷، جلد ا، البدایہ والنہایہ لابن کثیر، ص ۶۷۵، جلد ۲، سیرت البویہ للاعلان، ص ۲۷، مشکوات شریف، ص ۵۴)

فائدہ: جس خوش قسمت ماں کو ایسے نورِ عالی کی امانت سپُرد (حوالے) ہوئی اُس کے لئے ایسے ویسے گمان رکھنا بد قسمتی نہیں تو اور کیا ہے۔ اُس نور کو جس بشریّت کے خَمیر مبارک میں جگہ ملی اُس کی گرد (مٹی) کعبہ و بیت المعمور اور عرش سے افضل و اَعلیٰ ہے اِس پر مخالفین کو اتفاق ہے، تو کیا اُس نور کی ماں ایمان جیسی دولت سے محروم سمجھی جائے توبہ توبہ استغفر اللہ!

نور کا ظھور: بی بی آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ لَمَّا وَلَدْتُهُ خَرَجَ مِنْ فَرْجِي نُورٌ أَضَاءَ لَهُ قُصُورُ الشَّامِ.

ترجمہ: جب حضرت محمد مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو میں نے جنا، تو مجھ سے نور نکلا جس سے اُن کے سامنے شام کے محلّات روشن ہو گئے۔

(خصاص الکبری، ص ۱۱٦ جلد ا، مواہب اللدنیہ، ص ۲۲، زرقانی شریف)

ایضاً: سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رَأَيْتُ كَأَنَّ شِهَابًا خَرَجَ مِنِّي أَضَاءَتْ لَهُ الْأَرْضُ.

ترجمہ: میں نے دیکھا مجھ سے روشن ستارہ ظاہر ہوا جس سے پوری زمین منوّر اور روشن ہو گئی۔

(خصاص الکبری، ص ۱۱٦ جلد ا، مواہب اللدنیہ، ص ۲۲، سیرت حلبیہ، ص ۲۷، جلد ا)

ایضاً: بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فَلَمَّا فَصَلَ مِنِّي خَرَجَ مَعَهُ نُورٌ أَضَاءَ لَهُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ.

ترجمہ: جب حضور پُر نور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پیدا ہوئے تو اُن سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہو گئی۔ (30)

(مواہب اللدنیہ، جلد ا، خصائص الکبری، جلد ا، زرقانی، سیرت حلبیہ، جلد ا، انوار المحمدیہ، البدایہ والنہایہ، جلد ۲، ماثبت بالسنة)

فائدہ: چونکہ مخالفین کو نور سے چِڑ اور ضد ہے اِسی لیے وہ اِن روایات کو پڑھتے لکھتے ہیں لیکن مانتے نہیں، ہم فخراً عرض کرتے ہیں جس نور کی حامل ماں نے ایسے جلوے دیکھے اُسے ایمان سے محروم سمجھنا اپنے ایمان کی محرومی نہیں تو اور کیا ہے؟

گواہیاں: ہم تو روایاتِ مذکورہ کو اپنا ایمان سمجھتے ہیں لیکن مخالفین نہ مانیں تو اُن کے لئے ایسے لوگوں کی گواہی پیش کرتے ہیں کہ جن کو وہ مانتے ہیں کہ اُن کی بات حق اور سچ ہے ممکن ہے مان جائیں۔

محدّث ابن جوزی علیہ الرحمہ کی گواہی:

آپ اپنی کتاب "الوفاء باحوال المصطفی" میں روایت درج فرماتے ہیں کہ

رَأَيْتُ لَيْلَةَ وَضْعِهِ نُورًا أَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُورُ الشَّامِ حَتَّى رَأَيْتُهَا. (31)

ترجمہ: بے شک نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ جب اُنہوں نے نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو جنا تو آپ کے نور سے شام کے محلّات منوّر اور روشن ہو گئے۔ (کتاب الوفاء، ج ا، سیرت حلبیہ ج ا، دلائل النبوت للبیہقی ج ا، مواہب اللدنیہ ج ا، انوار محمدیہ زرقانی شریف ج ا، ماثبت من ست، مجمع الزوائد، ج ۸ اصاف الراغین)

محدّث بیھقی علیہ الرحمہ کی گواہی:

---

30 (الخصائص الکبری از جلال الدین سیوطی شافعی، باب ما ظهر في ليلة مولده صلى الله عليه وسلم من المعجزات والخصائص، 79/1، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت)

31 (الوفاؤ بفضائل المصطفی از ابن جوزی، 337/1، الباب الحادی والعشرون فی ذکر ماجری عند وضع آمنة ۔۔الخ، مطبوعہ مجلس الاعلی لشئون الاسلامیہ، سن اشاعت 2018ء)

آپ نے فرمایا کہ بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ إِنِّي رَأَيْتُ: خَرَجَ مِنِّي نُورٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُورُ الشَّامِ .(دلائل النبوت، ج ا)[32]

ترجمہ: میں نے دیکھا کہ مجھ سے نور نکلا ہے جس سے میں نے شام کے محلّات کو روشن منوّر ہوتے دیکھا ہے۔

دیوبندیوں کے حکیم الامّت کی گواہی:

مولوی اشرف علی تھانوی "نشر الطیب" میں لکھتا ہے کہ حمل رہنے کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بصری علاقہ شام کے محل اُن کو نظر آئے۔کذا فی سیرت ابن ہشام (نشر الطیب)[33]

وھابی کی گواہی: مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ "حضرت آمنہ نے دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا ہے، جس سے میں نے شام کے شہر بصری کے محلّات دیکھ لئے ہیں۔"[34]

بیشک رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے بھی آپ کی ولادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلّات روشن ہو گئے۔(سیرت مصطفےٰ، ج ا)[35]

فائدہ: گواہیاں تو زبردست ہیں لیکن ہمارا مُدّعا علیہ (فریق ثانی) ضدّی ہے، مانے گا پھر بھی نہیں لیکن کل قیامت میں ضرور مانے گا لیکن وہاں کا ماننا فائدہ نہ دے گا۔

شاھی انتظام: حضور سیّدِ عالم ﷺ کا نور مبارک سیّدنا آدم علیہ السلام سے سیّدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک مبارک اور پاک پُشتوں اور رحموں سے منتقل ہوتا ہوا جب حضرت سیّدہ آمنہ کے صَدفِ رحم (شکم مادر) میں قرار پکڑا، وہ رات جمعہ کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے رضوان خازنِ جنّت کو حکم دیا کہ جنّت الفردوس کھولے اور منادی (اعلان) کرنے والے فرشتے کو حکم دیا کہ وہ آسمانوں اور زمین میں پکار دے کہ اے ساکنانِ زمین و آسمان سُن لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ نبی آخر الزمان ہادی دو جہان کا نور آج رات اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں قرار پکڑے گا اور پھر آدمیوں کی طرف ایسے حال میں ظُہور فرمائے گا کہ وہ بشیر (خوشخبری دینے والے) ونذیر (ڈرانے والے) ہو گا۔

ملکوت میں منادی: اُس کے بعد عالمِ ملکوت و جَبروت یہ ندا کی گئی کہ مقاماتِ مقدّسہ و مشرّفہ کو مُعطّر اور نہایت خوشبودار بناؤ اور مُقرّبین ملائکہ، صوفیہ جو اہلِ صِدق و صَفا ہیں وہ مقاماتِ مقدّسہ میں عبادت کے مصلّے بچھائیں اِس لئے کہ آج وہ نور جو آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبد اللہ تک اَصلابِ طاہرہ (نیک پشتوں) میں مَستور و مخفی (پوشیدہ) چلا آتا تھا۔ سیّدہ آمنہ جو اپنی قوم کی تمام عورتوں سے حسَباً و نسباً (نسبی تعلق کے اعتبار سے)، اَصلاً و فرعاً (ابتداء اور انتہاء کے اعتبار سے)، حُسنًا و جمالاً (خوبصورتی اور دلکشی کے اعتبار سے) "افضل و اَطیب ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ فخر اور عزّت و عظمت عطا فرما کر مخصوص کیا ہے کے بطن مبارک میں منتقل ہوا ہے۔(زرقانی علی المواہب، ج ا)[36]

---

[32] (دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة از بيهقي .8/2 ,باب ما جاء في شق صدر النبي صلى الله عليه وآله وسلم . واستخراج حظ الشيطان من قلبه. سوى ما مضى في «باب» ذكر رضاعه . الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت . الطبعة: الأولى 1405 ھ)

[33] (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب فصل نمبر 6 ، ولادت کے وقت کے بعض واقعات ، 26/1 ، مطبوعه مشتاق بک کارنر لاہور ، سن اشاعت نومبر 2003ء)

[34] (سیرتِ مصطفی از ابراہیم میر سیالکوٹی اہلحدیث ، 115/1)

[35] (سیرت مصطفی از ادریس کاندھلوی ، 52/1 ، ذکر ولادت ، مطبوعه مکتبه المعارف دار العلوم حسینیه)

[36] (مواہب و شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، "ذكر تزوج عبد الله آمنة، ج 1 ، ص 194 الى 195 ، الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى 1417ھ 1996م)

دنیا کی رونق: حضرت اِبنِ عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حَمل کی رات کوئی ایسی جگہ اور مکان نہ تھا۔ جو نور سے منوّر نہ ہوا اور قریش کے تمام چوپائے (جانور) گویا (بولنے کے قابل) ہو گئے تھے اور یہ کہتے تھے ربِّ کعبہ کی قسم رسول اللہ علیہ جو دنیا کی اَمان (امن و سکون) اور اَہلِ دنیا کے آفتاب (سورج) ہیں اُن کا حمل ٹھہرا گیا ہے اور دنیا کے تمام بادشاہوں کے تخت اور بُت صبح کے وقت اَوندھے پائے گئے۔ مشرق و مغرب کے وحشی، چرِند و پرَند اور دریائی جانوروں نے ایک دوسرے کو بَشارت (خوشخبری) دی۔ (زرقانی علی المواہب، ص۱۰۸، ج۱)[37]

زمین سرسبز و شاداب ہو گئی، سوکھے درخت ہرے اور پھل دار ہو گئے، قریش جو سخت تنگی میں مبتلا تھے، ہر طرف سے کثیر خیر کے آنے سے خوش حال ہو گئے۔ اِس قدر خیر و برکت ہوئی کہ اُس سال کا نام "سنة الفتح و الا بتهاج" (یعنی فتح و تروتازگی و خوش حالی کا سال رکھا گیا۔)[38]

(مواہب مع زرقانی، وخصائص الکبری، ج۱)

فائدہ: یہ "سنة الفتح و الا بتهاج" ہماری ایسی قوّی اور مضبوط دلیل ہے جسے مخالفین کو جھٹلانے کی جرات ہو سکتی ہی نہیں، نہ ماننا تو اُن کا اَزلی مَقسوم (فطری حصہ) ہے۔

آمنہ کا خواب: حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "ثُمَّ إِنَّ أُمِّي رَأَتْ فِي مَنَامِهَا أَنَّ الَّذِي فِي بَطْنِهَا نُورٌ". الحديث. (مواہب، جلد۱)[39]

یعنی پھر میری والدہ محترمہ نے خواب میں دیکھا کہ اُن کے پیٹ میں نور ہے۔

نور شکمِ آمنہ میں: حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مدّتِ حمل میں مجھے کسی قسم کی ذرّہ بھر کوئی تکلیف یا کوئی شکایت یا اُن چیزوں کی خواہش جو حاملہ عورتوں کو ہوا کرتی ہے نہیں ہوئی۔ بلکہ طبیعت میں فَرحت (راحت)، جسم میں خوشبو اور چہرے میں چمک پیدا ہو گئی اور میں نے کسی عورت کے حمل کو نہیں دیکھا۔ جو اِس حمل سے زیادہ خَفیف (ہلکا) اور برکت میں اِس سے زیادہ عظیم ہو۔ (زرقانی علی المواہب)[40]

هذا وقد حملت ام الحبيب به و ليس في حملها كوب و لا ضرر

ترجمہ: بے شک حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی والدہ اُس حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ حاملہ ہو گئی اور اُس حمل میں کسی قسم کی نہ کوئی تکلیف ہے اور نہ کوئی نقصان۔

دوسرا خواب: اِس بات کا فرماتی ہیں کہ خواب میں کسی کہنے والے نے مجھ سے کہا کہ کیا تمہیں اِس بات علم ہے، کہ تم سیّد العالمین خَیرُ البَرِیّۃ (سب سے اعلیٰ ہستی) اور اِس اُمّت کے نبی کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو؟ جب وہ پیدا ہوں تو اُن کا نام محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) رکھنا اور یہ تعویز اُن کے گلے میں ڈال دینا۔ جب میں بیدار ہوئی تو ایک سونے کا صحیفہ میرے سر کے پاس پڑا تھا، جس پر یہ لکھا ہوا تھا: أُعِيذُهُ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ

ترجمہ: اُس اللہ تعالی (جو ذات و صفات میں) یکتا و بے نیاز ہے کی ہر حاسد کے شَر سے محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حفظ و نگہبانی چاہتی ہوں۔

وَكُلِّ خَلْقٍ رَائِدٌ مِنْ قَائِمٍ وَقَاعِدٍ

ترجمہ: اور ہر اُس مخلوق سے جو بَدی (برائی) کا طالب ہے وہ کھڑا ہو یا بیٹھا ہو اُس کے شر سے حفظ و آمان چاہتی ہوں۔

---

[37] (مواہب و شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية."ذكر تزوج عبد الله آمنة. 203/1. الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى 1417هـ1996م)

[38] (مواہب و شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية."ذكر تزوج عبد الله آمنة. 197/1. الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى 1417هـ1996م)

[39] (مواہب و شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية."ذكر تزوج عبد الله آمنة. 202/1. الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى 1417هـ1996م)

[40] (مواہب و شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية."ذكر تزوج عبد الله آمنة. 204/1. الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى 1417هـ1996م)

عَنِ السَّبِيلِ عَائِدٌ عَلَى الْفَسَادِ جَاهِدٌ **ترجمہ:** اور اُس سے جو سیدھے راستے سے ہٹا ہوا ہے اور فساد پر آمادہ ہے۔

مِنْ نَافِثٍ أَوْ عَاقِدٍ وَكُلُّ خَلْقٍ مَارِدٌ

ترجمہ: اور جادوگر سے جو گرمیوں میں سحر پھونکتا ہے اور ہر اُس مخلوق سے جو سرکش و نافرمان ہے۔ [41]

(دلائل النبوت، بیہقی، وابونُعیم، خصائص الکبریٰ، ج ا، مواہب معہ زرقانی ج ا، وغیرہ وغیرہ)

ناظرین: جس ماں کو ایسے مناظر نصیب ہوئے ہوں وہ ایمان اور توحید سے خالی رہے، یہ ہو ہی نہیں سکتا لیکن ضدّی لاعلاج ہوتا ہے، اُسے نہ چھیڑا جائے تو بہتر ہے ہمیں تو اُن خوش بختوں سے اپیل ہے جو حبیبِ خدا کو حبیبِ خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مانتے ہیں۔

(نوٹ) صرف معجزات و روایات دورانِ حمل پر اِکتفا کرتا ہوں تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "**معجزات ولادت و رضاعت**" جو ماہنامہ فیضِ عالم بہاول پور میں شائع ہوا ہے۔

یہودی کی بیہوشی: سیّدہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مکّہ مکرمہ میں ایک ساہوکار (سرمایہ کار) یہودی تھا جس شب کو سرورِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جلوہ گر ہوئے تو وہ ساہوکار (سرمایہ کار) یہودی گھر گھر پوچھتا پھرتا تھا کہ لوگ لاعلمی کا اظہار کرتے تو اُس نے کہا:

وُلِدَ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ نَبِيُّ هَذِهِ الْأُمَّةِ. بَيْنَ كَتِفَيْهِ عَلَامَةٌ.

یعنی آج اِس اُمّت کا نبی تشریف لے آیا ہے جس کے کندھوں کے درمیان ایک علامت ہے۔

اُس کے کہنے کا مطلب لوگ مختلف مکانوں پر معلومات حاصل کرنے کے لئے گئے آخر کار اُن کو معلوم ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے اُس کا نام اُنہوں نے محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رکھا۔ لوگوں نے یہودیوں کو خبر دی تو اُس نے کہا: میرے ساتھ چلو تاکہ اُس بچہ کو دیکھیں پس وہ سرکار سیّدہ طیبہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور یہودی نے کہا کہ میں بچہ کو دیکھنا چاہتا ہوں جب اُس نے حبیبِ کبریا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا اور آپ کی پُشتِ انور کو دیکھا تو وہ یہودی بیہوش ہو کر گر پڑا، جب اُس کو ہوش آیا تو اُس نے کہا:

وَقَالَ: ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ. يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ: أَمَا وَاللَّهِ لَيَسْطُونَ بِكُمْ سُطْوَةً يُخْرَجُ خَبَرُهَا مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ.

یعنی خدا کی قسم بنی اسرائیل سے نُبوّت چلی گئی اے گروہِ قریش! کیا تم اِس سے خوش ہو؟ سنو بخدا تم پر وہ ضرور غلبہ پائے گا اور اُس کے غلبہ کی خبر مشرق و مغرب تک پھیل جائے گی۔ (خصائص الکبریٰ، ج ا، دلائل النبوت، ج ا، انوار المحمدیہ، المواھب اللدنیہ ج ا، زرقانی ج ا، ابن سعد، حاکم، بیہیقی) [42]

بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی گواہی: حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دودھ پلانے کی غرض سے تین دن مکّہ معظمہ میں ٹھہرنے کے بعد بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس الوداعی سلام کرنے اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ساتھ لے جانے کی غرض سے اجازت لینے گئیں۔ فرماتی ہیں کہ میں نے ایسی خیر و برکت والا بچہ نہیں دیکھا۔ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے بچہ سے پیار کیا اور مجھے عطا کرکے فرمایا:

أُعِيذُهُ بِاللَّهِ ذِي الْجَلَالِ ... مِنْ شَرِّ مَا مَرَّ عَلَى الْجِبَالِ

---

[41] (الخصائص الكبرى از جلال الدين سيوطى شافعى. باب ما ظهر في ليلة مولده صلى الله عليه وسلم من المعجزات والخصائص. بيان وفات والده صلى الله عليه وسلم. 72/1. الناشر: دار الكتب العلمية بيروت)

[42] (مواهب و شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية."ذكر تزوج عبد الله آمنة. 226/1. الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى 1417هـ1996م)

ترجمہ: میں اِس بچے کو خدائے ذوالجلال کی پناہ میں دیتی ہوں ہر اُس جسمانی بیماری و تکلیف سے جو لاحق ہونے والی ہیں۔

حَتَّى أَرَاهُ حَامِلَ الْحَلاَلِ ... وَيَفْعَلُ الْعُرْفَ إِلَى الْمَوَالِي

ترجمہ: یہاں تک کہ میں اُسے اَمرِ حلال کا حامل اور غلاموں کے ساتھ نیکی کرنے والا دیکھوں۔

وَغَيْرُهُمْ مِنْ حَشْوَةِ الرِّجَالِ

اور صرف غلاموں کے ساتھ نیکی ہی نہیں بلکہ اُن کے علاوہ دوسرے درجہ کے لوگوں کے ساتھ بھی نیکیاں کرنے والا دیکھوں۔

اور مجھ سے تاکید کی کہ اُس بچہ کی طرف سے خبردار رہنا کیونکہ عنقریب اُس کی ایک شان ہوگی۔ (طبقات ابن سعد)[43]

فائدہ: اِن اشعار کو پڑھیئے اور بار بار پڑھیئے۔ کیا اِس سے بی بی آمنہ رضی اللہ تعالی عنہا کا توحید و دینِ حق پر ہونا محسوس ہوتا ہے یا نہ۔ لیکن جس کے اَزل سے تالے بند ہوں اُس کے کون کھولے۔

ایمان سے بولو: جس ماں نے ایسے عجائبات و کمالات بلکہ اُن سے بڑھ کر آنکھوں سے دیکھے ہوں، کیا اُس کے ایمان پر کسی قسم کا وہم و گمان ہو سکتا ہے؟ ہم ایک ولی اللہ کا کوئی کمال دیکھ لیں یا کسی عالمِ دین کے علمی دلائل سُن لیں تو ہم ایسے پختہ ایمان سمجھے جاتے ہیں کہ مخالفِ اسلام لاکھوں خلاف دلائل پیش کرے ہم اُس کے دلائل اُس کے منہ پر مار دیتے ہیں۔ کیا رسولِ خدا ﷺ کی ماں کا علم و عقل (معاذ اللہ) ہم سے کم تھا کہ وہ اتنے بڑے کمالات بھی دیکھتی رہی، اور پھر بھی ایمان سے خالی گئی۔ (معاذ اللہ)

یہ کسی احمق اور بیوقوف کا خیال تو ہو سکتا ہے اَہلِ فہم و ذکاء اُن کے ایمان و توحید کے سواء کسی اور بات کو ماننا تو درکنار سننا بھی گوارہ نہ کرے گا۔

اُمّھاتِ انبیاء علیھم السلام: ہمارے نبی پاک شہِ لولاک ﷺ کے کمالات دوسرے انبیاء و رُسُل علی نبینا علیہم السلام کے ہر کمال سے اکمل و اَتم ہے، ہم دوسرے انبیاء علیہم السلام کی اُمّہات کے متعلق تحقیق کریں تو وہ ایمان و توحید سے معمور و سَرشار ہیں، چنانچہ حضرت امام جلال الملّۃ والدین السیوطی رحمۃ اللہ اپنی کتاب "مسالك الحنفاء" میں فرماتے ہیں کہ میں نے انبیاء علیہم السلام کی اُمّت کی جُستجو کی تو اُن سب کو مومن پایا، چنانچہ سیّدنا اسحاق و موسیٰ وہارون و عیسیٰ علیہم السلام کی ماؤں اور حوا، اُمّ شیث علیہ السلام کا ذکر تو قرآن کریم میں ہے بلکہ ایک قول یہ ہے کہ نبی بھی تھیں۔ اور اَحادیث میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ اور حضرت یعقوب کی والدہ اور اُن کی اولاد کی مائیں اور داؤد و سلیمان و زکریاء و یحیٰ، شمویل و شمعون اور ذوالکفل علیہم السلام کی ماؤں کا ایمان دار ہونا مذکور ہے۔ اور بعض مُفسّرین نے اُمّ نوح اور اُمّ ابراہیم علیہما السلام کے ایمان کی بھی تصریح کی ہے، اور اُسے اِبنِ حبان نے اپنی تفسیر میں ترجیح دی ہے۔

حاکم نے المستدرک میں صحت کرتے ہوئے حضرت اِبنِ عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا کہ اُنہوں نے فرمایا: "تمام انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے مگر بارہ (۱۲) نبی یعنی حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت لوط، حضرت شعیب، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق

---

[43] (الطبقات الكبرى لابن سعد، السيرة النبويه، ذكر من ارضع رسول الله ـ الخ، 90/1، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة: الأولى، 1410 هـ 1990 ء)

حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت آدم، حضرت شیس صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین کے آباء واُمّہات سب کے سب مومن تھے۔ اُن میں کوئی کافر نہ تھا۔ "[44]

یہ جُملہ (تمام) اُمور اِس اَمر کی دلیل ہیں کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی اُمّہات کی طرح حضور سرورِ عالم امام الانبیاء ﷺ کی والدہ کریمہ مومنہ و مُواحدہ (توحید پرست) ہوں ورنہ یہ بات کتنی ناموزوں (نامناسب) ہوگی کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی مائیں تو اپنے صاحبزادوں کے ساتھ جنّت الفردوس کے بلند وبالا محلّات میں اور اُن کے امام ومُقتداء کی ماں اُدھر جہاں دُشمنانِ خدا ہوں۔

سیّدہ آمنہ کے پختگی عقیدہ کا نمونہ:

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں واقعہ شقّ القمر کے بعد حضور ﷺ کو آپ کی والدہ کے پاس واپس پہونچانے گئی تو مجھ سے بی بی نے فرمایا کہ تم تو اُنہیں اپنے پاس رکھنے کی حریصہ (خواہش مند) تھی اب اُنہیں بہت واپس جلد لے آئی حلیمہ، فرماتی ہیں کہ ہاں خیال تو یہی تھا لیکن بچہ چونکہ سنِ تمیز (بلوغت) کو پہونچ چکا ہے، میں نے چاہا اپنے گھر رہے تو بہتر ہے ساتھ خوف ہوا کہ کوئی حادثہ پیش نہ آجائے سیّدہ آمنہ نے فرمایا: اصل بات بتاؤ، حلیمہ نے کہا: حقیقت یہ ہے کہ اُن کا شقِّ صدر (سینہ چاک) ہوا، میں ڈر گئی کہیں اُن پر آسیب (شیطانی اثر) نہ ہو، آمنہ نے کہا:

كَلَّا وَاللّٰهِ مَا لِلشَّيْطَانِ عَلَيْهِ سَبِيلٌ، وَأَنَّهُ لَكَائِنٌ لِابْنِي هَذَا شَأْنٌ فِي كَلِمَاتٍ أُخَرَ مِنْ هَذَا النَّمَطِ، وَقَدَّمْتُ بِهِ الْمَدِينَةَ عَامَ وَفَاتِهَا، وَسَمِعْتُ الْيَهُودَ فِيهِ وَشَهَادَتَهُمْ لَهُ بِالنُّبُوَّةِ، وَرَجَعْتُ بِهِ إِلَى مَكَّةَ، فَمَاتَتْ فِي الطَّرِيقِ، فَهَذَا كُلُّهُ مِمَّا يُؤَيِّدُ أَنَّهَا تَحَنَّفَتْ فِي حَيَاتِهَا.

(زرقانی علی المواہب، ج۱)

یعنی ہرگز یہ نہ ہوگا، شیطان کا اُن پر اثر بالکل نہیں ہوگا میرے اِس بیٹے کی تو بڑی شان ہے جاؤ تم اپنی راہ لو خدا کی قسم میرے اِس بیٹے کی بڑی شان ہونے والی ہے اور دوسرے کلمات جو اُس طرف راہنمائی کرتے ہیں وہ یہ نہیں کہ جب وہ سالِ وفات میں مدینہ آئی تھیں تو اُنہوں نے یہودیوں کو آپ کی نُبوّت کی شہادت دیتے ہوئے سنا تھا۔ اور پھر وہ اُن کے واپس ہوتے وقت راستے ہی میں وفات پا گئی تھیں یہ تمام باتیں اُس کی تائید کرتی ہیں کہ بلاشبہ وہ مسلمان اور دین ابراہیمی پر تھیں۔ (یہ واقعہ مدارج النبوت، ج۲، سیرت ہشام ج۱ میں بھی ہے۔)

چنانچہ علامہ زرقانی فرماتے ہیں:

وَشَاهَدَتْ فِي حَمْلِهِ وَوِلَادَتِهِ مِنْ آيَاتِهِ الْبَاهِرَةِ مَا يَحْمِلُ عَلَى التَّحَنُّفِ ضَرُورَةً، وَرَأَتِ النُّورَ الَّذِي خَرَجَ مِنْهَا أَضَاءَ لَهُ قُصُورُ الشَّامِ، حَتَّى رَأَتْهَا كَمَا تَرَى أُمَّهَاتُ النَّبِيِّينَ، وَقَالَتْ لِحَلِيمَةَ حِينَ جَاءَتْ بِهِ وَقَدْ شَقَّ صَدْرَهُ: أَخَشِيتُمَا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ كَلَّا وَاللّٰهِ[45]

ترجمہ: حضور ﷺ کے حمل میں رہنے اور آپ ﷺ کی ولادت کے وقت روشن دلائل اُس پر شاہد ہیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ مسلمان اور دینِ ابراہیمی پر تھیں اور پھر اُن کا وقتِ ولادت اُس نور کو دیکھنا جو اُن سے ظاہر ہوا جس سے شام کے محلّات روشن ہوگئے یہاں تک کہ اُنہوں نے اُس کو ایسے دیکھا جیسے انبیاء کی ماؤں نے، حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں آپ کو لے گئی تو آپ ﷺ کا سینہ چاک ہوا۔

---

[44] (ایمان والدین مصطفی، رسالہ مسالک الحنفاء، الخ، مترجم، ج1، ص98 الی 99، مطبوعہ مکتبہ جمعیت فیض رضا،))

[45] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ""ذكر وفاة أمه وما يتعلق بأبويه صلى الله عليه وسلم":، 312/1، الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى 1417هـ 1996م)

گھر کی گواہی: نجدیوں وہابیوں، غیر مقلدین کا اِبنِ کثیر مُسلّم (تسلیم شدہ) امام ہے وہ "السیرت النبویہ" ص۱۷۷ میں لکھتا ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنھا طھارتِ نفس، شرافتِ نسب، عزّت و وَجاہت، عِفّت اور پاکبازی میں بے مثال تھیں اور اپنی قوم میں سیّدۃ النساء (خواتین کی سردار) کے لقب سے مشہور تھیں: وَهِيَ يَوْمَئِذٍ سَيِّدَةُ نِسَاءِ قَوْمِهَا .[46]

یعنی اور یہ سیّدہ آمنہ اپنی قوم میں تمام عورتوں کی سردار تھیں۔

اور امام طبری نے فرمایا: وَهِيَ يَوْمَئِذٍ أَفْضَلُ امْرَأَةٍ فِي قُرَيْشٍ نَسَبًا وَمَوْضِعًا .(ص۲۴۳، ج۱)[47]

یعنی قریش کی سب عورتوں سے زیادہ فضیلت اور محترم خاتون تھیں۔

وصالِ آمنہ دلیلِ ایمان: جب حضور سرورِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی عمر مبارک چھ (۰۶) سال ہوئی تو آپ کی والدہ آپ کو اُمّ ایمن کے ساتھ مدینہ پاک، آپ کے دادے کے ننھیال خاندان بنو نجار کو ملنے گئیں تا کہ آپ کی ملاقات اُن سے کرائیں، کیونکہ حضرت عبدالمطلب کی والدہ سلمٰی بنتِ عَمرو خاندانِ نجار میں سے تھیں، اِس سے بخوبی سمجھ میں آتا ہے کہ یہ رشتہ بہت دور کا تھا پھر اتنے دور کے رشتے داروں کی طاقت کے لئے اتنا بڑا سفر کرنا سمجھ میں نہیں آتا بعض مورخّین کا یہ بیان صحیح معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے شوہر حضرت عبداللہ کی قبر کی زیارت کو تشریف لے گئیں تھیں۔ حضرت اَسماء بنتِ ابی رھم فرماتی ہیں کہ میری والدہ حضرت آمنہ کی وفات کے وقت اُن کے پاس حاضر تھیں اُس وقت حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی عمر پانچ یا چھ سال تھی آپ اپنی والدہ ماجدہ کے سر ہانے (سر کے قریب) بیٹھے ہوئے تھے، آپ کی والدہ نے آپ کی طرف دیکھ کر یہ اَشعار پڑھے:

بَارَكَ فِيكَ اللَّهُ مِنْ غُلاَمِ ... يَا ابْنَ الَّذِي مِنْ حَوْمَةِ الْحِمَامِ

نَجَا بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْعَلَّامِ ... فَوُدِّي غَدَاةَ الضَّرْبِ بِالسِّهَامِ

بِمِائَةٍ مِنْ إِبْلٍ سِوَامِ ... إِنْ صَحَّ مَا أَبْصَرْتُ فِي الْمَنَامِ

فَأَنْتَ مُبْعَوثٌ إِلَى الْأَنَامِ ... تُبْعَثُ فِي الْحِلِّ وَفِي الْحَرَامِ

تُبْعَثُ فِي التَّحْقِيقِ وَالْإِسْلَامِ ... دِينِ أَبِيكَ الْبَرِّ إِبْرَاهِيمَ

فَاللَّهُ أَنْهَاكَ عَنِ الْأَصْنَامِ ... أَنْ لَا تُوَالِيَهَا مَعَ الْأَقْوَامِ

نَبْكِي الْفَتَاةَ الْبَرَّةَ الْأَمِينَةَ ... ذَاتَ الْجَمَالِ الْعِفَّةِ الرَّزِينَةَ

زَوْجَةَ عَبْدِ اللَّهِ وَالْقَرِينَةَ ... أُمَّ نَبِيِّ اللَّهِ ذِي السَّكِينَةِ

ترجمہ: اے بیٹے اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے، تو اُس کا بیٹا ہے جس نے موت کی سختی سے ملک العلام کی مدد سے نجات پائی تھی۔ جب کہ صبح کے وقت عبدالمطلب نے اپنی نذر کو پورا کرنے کے لئے اُس کے بھائیوں کے درمیان قُرعہ ڈالا اور تمہارے باپ کا نام نکلا تھا، تو فدا کیا گیا تھا اُن کے عوض ایک سو (۱۰۰) قیمتی اونٹوں کو، بیٹا جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا اگر وہ صحیح تھا تو پھر توں جن و انس کی طرف مبعوث (بھیجا) ہوا ہے اللہ تعالیٰ صاحبِ جلال اور صاحبِ

---

[46] (السيرة النبوية (من البداية والنهاية لابن كثير)، ذكر تزويج عبد المطلب ابنه عبد الله، 177/1، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع بيروت – لبنان عام النشر: 1395 هـ 1976 م)

[47] (تاريخ الطبري = تاريخ الرسل والملوك، وصلة تاريخ الطبري، ذكر نسب رسول الله صلى الله عليه وسلم، 243/2، الناشر: دار التراث – بيروت الطبعة: الثانية 1387 هـ)

اکرام کی طرف سے اور تو مبعوث (بھیجا) ہوا ہے سر زمینِ حرام (مکّہ مکرمہ) اور حلال (کل روح زمین) کی طرف اور تو مَبعوث ہوا ہے حق و باطل کو ظاہر کرنے اور دینِ اسلام کو پھیلانے کے لئے، وہ دین جو تیرے باپ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے وہ ابراہیم جو محسن اور مطیع تھے، اور اللہ تعالی نے تجھ کو بُتوں کی عبادت اور نُصرت سے منع فرمایا ہے اور اُس سے بھی منع فرمایا ہے کہ تو لوگوں کے ساتھ مل کر بُتوں کی تعظیم اور اُن کے لئے ذبح وغیرہ کرے۔ پھر فرمایا:

ثُمَّ قَالَتْ: كُلُّ حَيٍّ مَيِّتٌ، وَكُلُّ جَدِيدٍ بَالٌ، وَكُلُّ كَبِيرٍ يَفْنَى، وَأَنَا مَيِّتَةٌ وَذِكْرِي بَاقٍ، وَقَدْ تَرَكْتُ خَيْرًا، وَوَلَدْتُ طُهْرًا، ثُمَّ مَاتَتْ. فَكُنَّا نَسْمَعُ نَوْحَ الْجِنِّ عَلَيْهَا فَحَفِظْنَا مِنْ ذَلِكَ:

ترجمہ: ہر زندہ مرے گا اور ہر نئی چیز پرانی ہو گی اور ہر بڑے سے بڑا بھی فنا ہو گا، میں مر جاؤں گی مگر میرا ذکر باقی رہے گا کیونکہ میں نے خیر عظیم (رسول اللہ ﷺ) کو چھوڑا ہے اور میں نے طیب طاہر کو جَنا ہے۔ پھر حضرت آمنہ نے وفات پائی تو ہم نے جِنوں کا رونا، توجہ کرنا سنا اور جو کچھ کہتے تھے اُن کو یاد رکھا۔[48]

(مواہب، ص ۳۳، ج ا، مسالک الحفا، ص ۴۲، مدارج النبوت، ابو نعیم، خصائص کبری، ص ۲۵، ج ا)

مرثیہ جِنّات: بی بی آمنہ کے وصال پر جنّات نے جو اَشعار پڑھے وہ یہ ہیں:

نَبْكِي الْفَتَاةَ الْبَرَّةَ الْأَمِينَةَ ... ذَاتَ الْجَمَالِ الْعِفَّةِ الرَّزِينَةِ

زَوْجَةَ عَبْدِ اللَّهِ وَالْقَرِينَةِ ... أُمَّ نَبِيِّ اللَّهِ ذِي السَّكِينَةِ

وَصَاحِبِ الْمِنْبَرِ بِالْمَدِينَةِ ... صَارَتْ لَدَى حُفْرَتِهَا رَهِينَةً[49]

ترجمہ: ہم اُس جوان عورت پر روتے ہیں جو مُحسِنہ، مطیع امینہ اور صاحبِ جمال وِعفّت اور صاحبِ وقار و عظمت تھی، وہ عبداللہ کی زوجہ و ہم نشین تھیں، اور اللہ کے نبی محمد کی والدہ اور صاحبِ صَبر و ثبات وطمانیّت تھیں، اور اللہ کے اُس نبی کی والدہ تھیں جو مدینہ میں صاحبِ منبر ہو گا اور وہ اپنی قبر میں ہمیشہ کے لئے چلی گئیں۔

مشاہدہ ودلیل: نبی پاک ﷺ کی زندگی اقدس میں یہ واقعات مسلسل مشاہدہ میں آئے کہ جس شے کو آپ ﷺ نے ہاتھ لگایا یا وہ شے آپ سے مَس کر گئی تو اُسے دنیا کی آگ نہیں جلا سکتی بلکہ آپ کی معمولی سی نسبت کو بھی آگ نے مَس نہ کیا مثلاً نارِ حجاز پہاڑوں، پتھروں، درختوں وغیرہ کو کھاتی چلی آئی لیکن جونہی حرم نبوی تک پہونچی تو رُک گئی حَرمِ نبوی کا اتنا ادب کہ ایک لکڑی پڑی تھی جس کا ایک حصّہ حَرم کے اندر ایک حصّہ باہر، آگ نے باہر والا حصّہ جلا دیا اور اندر والا حصّہ سالم (محفوظ) رہا، تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "محبوب مدینہ "۔[50]

توحید کا مُدّعی ہوش کرو: جس ذات اقدس ﷺ کی معمولی نسبت کا یہ حال ہے تو وہ ماں آمنہ جس کے شکمِ انور میں اُس ذات نے ایک عرصہ قیام فرمایا اور کئی ماہ دودھ پیا اور گود اور چھاتی کہ تمام جسم کو مُشرّف فرمایا اُس خوش قسمت کو تو دوزخ کا ایندھن بناتا ہے تیرے اِس عقیدے پر حِیف (افسوس ہے) ہے۔

---

[48] (مواہب مع شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية،""ذكر وفاة أمه وما يتعلق بأبويه صلى الله عليه وسلم، ج1، ص 311 الى312، الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى 1417هـ1996م)

[49] (مواہب مع شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية،""ذكر وفاة أمه وما يتعلق بأبويه صلى الله عليه وسلم، 313/1، الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى 1417هـ1996م)

[50] (محبوبِ مدینہ، از اویسی، 288/1، مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بھاولپور، اشاعت دوم، 1405ھ، 1985ء)

مرثیہ بروفات عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ: ابھی حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم شکمِ مادر میں تھے کہ آپ کے والد بغرضِ تجارت ملکِ شام کو گئے، واپسی کے وقت کھجوریں خریدنے کے لئے مدینہ میں اُترے وہیں بیمار ہو گئے ۲۵ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ آپ کو دار نابغہ الجعدی (نابغہ بنو عدی بنی نجاد قبیلہ) میں دفن کیا گیا آپ کی وفات پر سیّدہ آمنہ نے یہ اشعار کہے:

عَفَا جَانِبُ الْبَطْحَاءِ مِنْ ابْنِ هَاشِمٍ ... وَجَاوَرَ لَحْدًا خَارِجًا فِي الْغَمَاغِمِ

دَعَتْهُ الْمَنَايَا دَعْوَةً فَأَجَابَهَا ... وَمَا تَرَكْتُ فِي النَّاسِ مِثْلَ ابْنِ هَاشِمٍ

عَشِيَّةً رَاحُوا يَحْمِلُونَ سَرِيرَهُ ... تَعَاوَرَهُ أَصْحَابُهُ فِي التَّزَاحُمِ

فَإِنْ يَكُ غَالَتْهُ الْمَنَايَا وَرِيبُهَا ... فَقَدْ كَانَ مُعْطَاءً كَثِيرَ التَّرَاحُمِ

ترجمہ: بطحا کی زمین آلِ ہاشم (عبد اللہ) سے خالی ہو گئی اور وہ کفن میں لپٹے ہوئے اپنے اَہل سے بہت دور قبر میں چلے گئے ہیں۔ موت نے اُن کو اچانک پکارا۔ اور اُنہوں نے اُس کی دعوت کو قبول کیا۔ افسوس موت نے اِبنِ ہاشم (عبد اللہ) کی مثل لوگوں میں کوئی نہیں چھوڑا۔ اُن کے دوست شام کے وقت اُن کا جنازہ محبت اور پیار سے اُٹھا کر چلے تو از راہِ محبت وہ باری باری کندھا دینے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے تھے۔ اگرچہ موت اور اُس کے اسباب نے عبد اللہ کو اچانک پکڑ لیا ہے (مگر ہم اُن سے جدا ہو گئے) بلاشبہ وہ بہت زیادہ سخی اور بہت زیادہ مہربان و پیار کرنے والے تھے۔ (طبقات ابن سعد، ص ۱۰۰، ج ۱)[51]

حضرت امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا اَشعار نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حضرت آمنہ کا یہ قول اِس بات کی صریح دلیل ہے کہ وہ مُوحّدہ (توحید پرست) تھیں چنانچہ اُنہوں نے دینِ ابراہیم اور اپنے فرزند کا اللہ کی طرف سے نبی بن کر مبعوث ہونا فرمایا ہے اور اُس کے ساتھ آپ کو بُتوں کی تعظیم اور عبادت اور اُن کی دوستی سے روکا ہے یہی توحید ہے اور کوئی چیز توحید نہیں ہے کہ اللہ کی ذات اور اُس کی اُلوہیت کا اعتراف و اقرار اور اُس کے شریک کی نفی (انکار) اور بُتوں کی عبادت سے برات وغیرہ (یعنی نجات حاصل) کی جائے عہدِ جاہلیت میں بعثت سے پہلے کفر سے بری ہونے اور صفتِ توحید کے ثبوت کے لئے اِسی قدر کافی ہے۔ (زرقانی، ص ۱۶۵، ج ۱)[52]

برھانِ عظیم: اُس زمانہ میں دینِ حق اپنی اصلی حالت پر نہیں رہا تھا، یہود و نصاریٰ نے تورات و انجیل میں تَغیُّر اور تَبدُّل کر دیا تھا، عُلماء بہت کم تھے اور وہ بھی دور دراز کے ملکوں میں رہتے تھے، دینِ حق کی تبلیغ و اشاعت نہ ہونے کی وجہ سے جہالت عام تھی اور آپ کے والدینِ کریمین کی عمریں بھی چھوٹی تھیں اُن کو اتنا موقع ہی نہ ملا کہ وہ جستجو حق دین کی (سچے دین کی تلاش) کریں لیکن رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے معجزاتِ ولادت و رضاعت نے اُن کا یقین اتنا پختہ کر دیا تھا کہ رائی برابر بھی اُنہی دینِ حق کا شک نہ رہا اور معجزاتِ ولادت کی بعض روایات صحاح (ستہ) کی ہیں یا صِحاح کے برابر کی ہیں اور ایسی صحیح کہ جن میں مخالفین ضُعف و وَضع کا چکر چلانے سے عاجز (بے بس) ہیں۔

ایمان کی روشن دلیل: بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے اَشعار میں اُن کی فراستِ ایمانی (ایمانی بصیرت) اور پیشین گوئی نورانی (روحانی پیش گوئی) قابلِ غور ہے کہ میں انتقال کرتی ہوں میرا ذکر ہمیشہ باقی رہے گا عرب و عجم کی ہزاروں شہزادیاں بڑی بڑی تاج والیاں خاک کا پیوند ہوئیں (مٹی میں مل گئیں) جن کا نام تک کوئی

---

[51] (الطبقات الكبرى لابن سعد ، السيرة النبويه ، ذكر وفاة عبد الله بن عبد المطلب، 80/1، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة: الأولى، 1410 هـ 1990 ء)

[52] (مواهب مع شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ""ذكر وفاة أمه وما يتعلق بأبويه صلى الله عليه وسلم، 312/1، الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى 1417هـ1996م)

نہیں جانتا مگر اُس پاک طیبہ طاہرہ مومنہ خاتون کے ذکرِ خیر سے مَشارِق و مَغارِب میں مَحافل مَجالسِ اِنس و قُدس(دنیاوی اور روحانی محافل) میں زمین و آسمان گونج رہے ہیں اور قیامت تک گونجیں گے۔(وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ شُمُولُ الْإِسْلَامِ)[53]

آخری مضبوط دلیل: جن دودھ پلانے والی بیبیوں کو حضور سرور ﷺ کے دودھ پینے کا شرف ملاسب کو اللہ تعالی نے دولتِ ایمان سے نوازا اِس اعتبار سے سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ مستحق ہیں کہ وہ اُن سب سے زیادہ اور وافر حصّہ پائیں ہمارا یقین ہے کہ وہ ضرور پایا کہ آپ نے نہ صرف دودھ پلایا بلکہ چندماہ نور کو اپنے شکمِ اطہر میں اَمانت رکھا۔ مزید دلائل و حقائق فقیر کا رسالہ "الدرہ" میں دیکھیں۔

باب سوم: اِحیاءِ آمنہ رضی اللّٰہ تعالی عنہا

اِحیاءِ آمنہ رضی اللہ عنہا کا بھی نجدیوں کو انکار ہے اور اِس مسئلہ میں اَحادیثِ مرویہ کو موضوع، منگھڑت کہلایا یہ اُن کی ضد اور ہٹ دھرمی ہے، سچ فرمایا اِمامِ اہلسنّت اعلیحضرت شاہ احمد رضا فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ عنہ نے:

اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آخر — بھیڑ میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا[54]

اُن قسمت کے ماروں کو عیسیٰ علی نبینا علیہم الصلواۃ والسلام و دیگر بعض انبیاء علی نبینا و علیہم السلام بلکہ تقریباً اَولیائے اُمّت کے اِحیاء پر ایمان ہے لیکن اپنے نبی علیہ السلام کے اِحیاء سے انکار۔

اصل بات یہ ہے کہ نجدیوں، مولویوں کو ریال بے حال نے فرعون بنادیا ہے کہ اب موجودہ دور کے عُلماء و مشائخ کو تو مشرک اور کافر کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں اور اَسلاف صالحین میں سے سوائے اِبنِ تیمیہ کے کسی کی نہیں مانتے حالانکہ اِبنِ تیمیہ کو اپنے دور کے ائمہ و عُلماء مشائخ نے خارجی قرار دیکر قید کر دیا بالاخر قید میں ہی مرا۔(تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ابنِ تیمیہ اور علمائے ملّت) اب ہم جتنا دلائل دیں وہ یہ کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے، جسے میں نہ مانوں کا مرض اُس کا کیا علاج۔

اِس کے باوجود فقیر ایمانِ آمنہ کے بعد اُن کے اِحیاء کے دلائل قائم کرتا ہے۔ نجدی وہابی نہ مانیں، جائیں جہنم عوامِ اہلسنّت کے عقیدہ میں تَزَلزُل (ہلچل) نہیں آئے گا بلکہ کچّے ہیں تو پکّے ہوجائیں گے، پکّے ہیں اُن کے ایمان تازہ ہوں گے اور دلشاد۔

نوٹ: دلائل و بَراہین سے پہلے یہ بات ذہن میں رکھیں اِحیاءُ الاَبوَین کی اَحادیث موضوع بالکل نہیں، ہاں بعض سندات کے اعتبار سے ایک ضعیف ضرور تھی[55] لیکن فنِ حدیث کے قاعدہ پر کہ حدیثِ ضعیف کثرتِ طُرق سے صحیح بن جاتی ہیں۔[56] یہ نجدی وہابی اہلسنّت کے دشمن ہیں اِسی لئے اُنہوں نے محض ایک آدھ روایتِ ضعیفہ کو سامنے رکھ کر انکار کرتے چلے جائیں گے بلکہ دھوکہ دیکر منکر روایت کو موضوع قرار دیکر چکر دیں گے۔

---

[53] (فتاوی رضویہ، 303/30، رسالہ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، پاکستان، سن اشاعت اگست 2005ء)

[54] (حدائق بخشش از اعلی حضرت امام احمد رضا خان، 56/1، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، سن اشاعت 1433ھ/2012ء)

[55] (فتاوی رضویہ، 286/30، رسالہ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، پاکستان، سن اشاعت اگست 2005ء)

[56] (فتاوی رضویہ، 472/5، رسالہ الهاد الكاف في حكم الضعاف، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، پاکستان، سن اشاعت اگست 2005ء)

منکرینِ ایمانِ اَبَوَین کو سزائیں: برادرانِ اسلام یقین فرمائے کہ ائمہ متاخّرین ومشائخ دین اور عُلمائے محدّثین وفُقہاءِ کرام ومفتیانِ اسلام رحمہم اللہ تعالی علیہم اجمعین کا اِجماع علی ایمان اَبَوَین ایسا مقبول ہوا جو بھی بعد کو اِس کا منکر ہوا سزا پائی، چند حکایات حاضر ہیں:۔

ا۔حضرت مُلّا علی قادری رحمۃ اللہ الباری جو کفر کے موقف کو اختیار کرنے کے بعد گوناگوں (ناگہانی) مصائب و آلام میں مبتلا ہو گئے، سیّدی علامہ حموی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بھی اپنے رسالہ مبارکہ میں بعض مصائب کا ذکر کیا ہے جو کہ مُلّا علی قادری کو آخری عمر میں پہونچے مثلاً فَقر اور مَسکنت (محتاجی اور مسکینی) یہاں تک کہ اکثر دینی کُتُب بھی فروخت کرڈالیں اِسی طرح مشہور درسی کتاب حاشیہ شرح عقائد نبراس میں موجود ہے کہ مُلّا علی قادری کے اُستادِ محترم علامہ اِبنِ حجر مکّی علیہ الرحمتہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ چھت سے گرے ہیں اور اُن کا پاؤں ٹوٹ گیا ہے، اُن کو کہا گیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے والدین کریمین کی توہین کرنے کا تجھے بدلہ ملا ہے پس واقعۃً مُلّا علی قاری کا تو پاؤں ٹوٹ گیا تھا۔(نبراس، ص۵۲۶) [57] تفصیل دیکھیے فقیر کی کتاب "اَبَوَین مصطفیٰ"۔[58]

۲۔علامہ سیّد مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاشیہ "درر" میں لکھتے ہیں کہ ایک مولوی صاحب شب بھر مسئلہ اَبَوَین شریفین کی روایات کی تطبیق (مطابقت) میں غور و فکر و تدبُّر کرنے بیدار رہے کہ کسی طرح روایات میں معارضے میں کوئی صورتِ تطبیق پیدا، ہو شب بیداری اور کثرتِ دماغ سوزی سے آپ پر غُنودگی (بیہوشی) کی حالت طاری ہو گئی۔مولوی صاحب مذکور عالَمِ بیہوشی میں چراغ پر گر پڑے کچھ حصّہ جسم کا جل گیا بوقتِ صبح کوئی فوجی افسران کو دعوتِ ضیافت پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے اُنہوں نے دعوت قبول کرلی وقتِ مقرّرہ کے لئے مولوی صاحب گھوڑے پر سوار ہو کر داعی (بلانے والے) کے گھر کی جانب جارہے تھے تو ایک سبزی فَروش (کے قریب) سے گزر ہوا، اُس نے اُٹھ کر مولوی صاحب کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور آہستگی سے یہ اَشعار اُس کے کان میں پڑھ کرسنائے:

آمَنْتُ أَنَّ آبَاءَ النَّبِيِّ وَأُمَّهُ... أَحْيَاهُمَا الْحَيُّ الْقَيُّومُ الْبَارِي

حَتَّى صَدَقَ اللّٰهُ شَهِدَ بِالرِّسَالَةِ... صَدَقَ نَالَكَ الْكَرَامَةَ الْمُخْتَارَ

بِهِ حَدِيثٌ وَمَنْ يَقُولُ بِضَعْفِهِ... نَهُوَ الضَّعِيفِ عَنْ حَقِيقَتِهِ الْعَارُ

ترجمہ: میں ایمان لایا ہوں کہ نبی پاک ﷺ کے اَبَوَین کریمین کو اللہ حی قادر نے زندہ کیا اُن دونوں نے حضور سرورِ کونین ﷺ کی رسالت کی گواہی دی، یہ حق سچ اور حضور ﷺ کی شرافت وبزرگی کی دلیل ہے اِس بارہ میں حدیث مَروی ہے جو اُسے ضعیف کہتا ہے وہ خود ضَعیف الاعتقاد (کمزور عقیدے والا) ہے۔[59]

۳۔ایک محدّث نے بدھ کے دن ناخن کٹوائے کسی نے کہا: آپ حدیث کے خلاف کر رہے ہیں، فرمایا: وہ حدیث ضعیف ہے فوراً برص میں مبتلا ہو گئے کئی دن سخت روئے، حضور ﷺ کی زیارت ہوئی، فرمایا: یہ حدیث ضعیف کہنے کی سزا ہے۔اُس کے بعد ثابت ہوئے۔[60] (نسیم الریاض ملخصًا") (تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "بے ادب بے نصیب")۔

---

[57] (النبراس مع شرح عقائد النسفیه ،الامام من قریش ، 508/1 ، مطبوعه بشری ، سن اشاعت 1442ھ)

[58] (ابوین مصطفی از اویسی ، 293/1 ،مطبوعه مکتبه اویسیه رضویه بهاول پور ، اشاعت دوم ، فروری 1999ء)

[59] (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار ، کتاب النکاح ، باب نکاح الکافر ، 279/4 ، مطبوعه دار الکتاب العلمیه بیروت ، طباعت ، 2017ء)

[60] (نسیم الریاض شرح شفا لقاضی عیاض ، 344/1 ، نظافة جسمه ، مطبوعه دار الکتاب العربی بیروت)

نجدی وھابی: اُن کو بھی سزا ملنی چاہئے لیکن وَ اُمۡلِیۡ لَھُمۡ ؕ اِنَّ کَیۡدِیۡ مَتِیۡنٌ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں مہلت دیتا ہوں لیکن میری تدبیر مضبوط ہے سزا کبھی نقد ملتی ہے کبھی دیر سے لیکن اُنہیں یہ سزا کچھ کم ہے کہ وہ بے ادب گستاخ اور بے باک ہیں، ممکن ہے دجال کے لئے اُنہیں تیار کیا جارہا ہو کہ جب وہ آئیگا تو مدینہ میں زلزلوں کیوجہ سے نکل کر دجال کے پاس پہونچیں گے۔

اِحیائے آمنہ کی اَحادیث مبارکہ:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْحُجُونَ كَئِيبًا حَزِينًا، فَأَقَامَ بِهِ مَا شَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ رَجَعَ مَسْرُورًا، قَالَ: "سَأَلْتُ رَبِّي فَأَحْيَا لِي أُمِّي، فَآمَنَ بِي ثُمَّ رَدَّهَا". (راواہ الطبراني في الاوسط)

یعنی اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے بموقع حج الوداع کے حجون قبرستان مکّہ معظمہ میں نزول اجلال فرمایا درانحالیکہ حضور پُرنور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بے حد غمگین و حَزین تھے، آپ نے کچھ عرصہ تک وہاں اِقامت اختیار کی جس خداوندِ کریم کو منظور تھا پھر جنابِ رسالت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نہایت خوش و خُرّم میرے پاس تشریف لائے، فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں نے اپنے پاک پروردگار سے سوال کیا، اُس نے اپنے فضل و کرم فرما کر میری والدہ ماجدہ کو زندہ کر دیا۔ اُس نے میری نُبوّت و رسالت کی دعوت کو صِدقِ دل سے تسلیم کر لیا پھر فوت ہو گئیں۔[61] (مواہب اللدینہ، ص ۳۳، ثبت بالستہ، ص ۱۴۷، التعظیم والمنتہ سیوطی ص ۴)

فائدہ: شارحِ مواہب لدنیہ امام زرقانی فرماتے ہیں کہ مندرجہ ذیل حدیث شریف کو حضرت امام قرطبی اور طبری اور امام جلال الدین سیوطی اور خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے، امام حافظ الحدیث عمر بن محمد بن عثمان بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب "الناسخ والمنسوخ" میں حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے:

قالت عائشة: حَجَّ بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ، فَمَرَّ بِي عَلَى عَقَبَةِ الْحُجُونِ، وَهُوَ بَاكٍ حَزِينٌ مُغْتَمٌّ، فَبَكَيْتُ لِبُكَائِهِ، ثُمَّ أَنَّهُ نَزَلَ فَقَالَ: "يَا حُمَيْرَاءُ اسْتَمْسِكِي"، فَاسْتَنَدْتُ إِلَى جَنْبِ الْبَعِيرِ، فَمَكَثَ مَلِيًّا، ثُمَّ عَادَ إِلَيَّ وَهُوَ فَرِحٌ مُتَبَسِّمٌ فَقَالَ: "ذَهَبْتُ لِقَبْرِ أُمِّي فَسَأَلْتُ رَبِّي أَنْ يُحْيِيَهَا، فَأَحْيَاهَا فَآمَنَ بِي وَرَدَّهَا اللَّهُ".[62]

(زرقانی علی المواہب، ص ۶۶، ج ۱، زاد البیب، ص ۲۳۷ زرقانی علی مواہب لدنیہ ص ۳۳، ج ۱، مصری ما ثبت بالستہ)

یعنی بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کا ارادہ کیا جب آپ نے مکّہ معظمہ زاد اللہ شرفاً کے گورستان پر گزر کیا اُس وقت حضور پرنور تاجدار مدنی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے گریہ وزاری اور غمناکی کی حالت میں تھے، میں خود جناب کی گریہ وزاری کو دیکھ کر رو پڑی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی سواری سے نیچے اُترے فرمایا: اے عائشہ سواری کی باگ روک لے میں اپنی ناقہ (اونٹنی) کو بٹھا کر اُس کے پہلو سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئی آپ وہاں کچھ مدّت ٹھہر کر واپس تشریف آور ہوئے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بے حد خوش و خُرّم اور ہنس رہے تھے۔ فرمایا: میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر گرامی پر گیا تھا، میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیا بار خدا میری والدہ گرامی کو اَز سرِنو زندہ کر دے، اللہ تعالیٰ نے میری دعا سے اُن کو زندہ کر دیا اور اُس نے میری دعوت کو قبول کر لیا۔

---

[61] (مواہب مع شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، "ذكر وفاة أمه وما يتعلق بأبويه صلى الله عليه وسلم، 313/1، الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى 1417هـ1996م)

[62] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، "ذكر وفاة أمه وما يتعلق بأبويه صلى الله عليه وسلم، 315/1، الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى 1417هـ1996م)

فائدہ: اِن اَحادیث کو پڑھ اور سن کر مخالفین موضوع وضعیف کا چکر چلا دیتے ہیں لیکن اسلام کا شیدائی اُن کے چکر میں اِس لئے نہیں آتا کہ اُسے علم ہے کہ یہ جملہ اُمور ممکنات میں سے ہے بلکہ ایسے واقعات پہلے ہو چکے اور اَولیاءِ کرام بھی اِسطرح کے واقعات ہوئے تو پھر سب کے آقا اور امام حضرت محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے لئے انکار کیوں؟

۳۔تفسیر روح البیان، ص۱۴۷، جلد ۱، بحوالہ تذکرہ امام قرطبی نے روایت کی ہے:

قَالَ فِي التَّذْكِرَةِ: إِنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: حَجَّ بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوِدَاعِ. فَمَرَّ عَلَى عَقَبَةِ الْحُجُونِ وَهُوَ بَاكٍ حَزِينٌ مُغْتَمٌّ. فَبَكَيْتُ لِبُكَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ثُمَّ إِنَّهُ طَفِرَ. فَنَزَلَ. فَقَالَ: (يَا حَمِيرَاءُ اسْتَمْسِكِي)، أَيْ: زِمَامَ النَّاقَةِ. فَاسْتَنَدْتُ إِلَى جَنْبِ الْبَعِيرِ. فَمَكَثَ عَنِّي طَوِيلًا. ثُمَّ إِنَّهُ عَادَ إِلَيَّ وَهُوَ فَرِحٌ مُتَبَسِّمٌ. فَقُلْتُ لَهُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ. نَزَلْتَ مِنْ عِنْدِي وَأَنْتَ بَاكٍ حَزِينٌ مُغْتَمٌّ. فَبَكَيْتُ لِبُكَائِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. ثُمَّ إِنَّكَ عُدْتَ إِلَيَّ وَأَنْتَ فَرِحٌ مُتَبَسِّمٌ. فَعَمَّ ذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: (ذَهَبْتُ لِقَبْرِ آمِنَةَ أُمِّي. فَسَأَلْتُ اللّٰهَ رَبِّي أَنْ يُحْيِيَهَا. فَأَحْيَاهَا. فَآمَنَتْ). [63]

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے میرے ساتھ بیت اللہ شریف کا حج کیا پھر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے حجون (قبرستان مکّہ معظمہ) پر نُزول فرمایا، کہا: اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مُہار (نکیل) کو روک لے میں اپنی سواری کو بٹھا کر اُس کے پہلو سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے کچھ مدّت تک وہاں قیام کیا پھر نہایت خوش و خرّم واپس تشریف لائے اور خوشی کی وجہ سے ہنس رہے تھے میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں اِس خوشی کا کیا مطلب اور کیا سبب ہے؟ فرمایا: اے عائشہ میں اپنی والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہ خاتون کی قبر شریف پر گیا تھا اور میں نے رب العزت سے سوال کیا یا بار خدایا میری والدہ محترمہ کو زندہ کر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے اُس کو زندہ کر دیا تو آپ نے میری نُبوّت و رسالت کو تسلیم کر لیا پھر فوت ہو گئیں۔

۴۔ نشر العالمین للسیوطی اور حافظ ابو بکر خطیب بغدادی نے کتاب " السابق و اللاحق " میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ. قَالَتْ: "حَجَّ بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوِدَاعِ. فَمَرَّ بِي عَلَى عَقَبَةِ الْحُجُونِ" أَيْ: الطَّرِيقِ الْمُوصِلِ إِلَى الْحُجُونِ. أَوِ الْإِضَافَةُ بَيَانِيَّةٌ. "وَهُوَ بَاكٍ حَزِينٌ مُغْتَمٌّ. فَبَكَيْتُ لِبُكَائِهِ". لَفْظُ الْخَطِيبِ: لِبُكَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ثُمَّ إِنَّهُ نَزَلَ. فَقَالَ: "يَا حَمِيرَاءُ". تَصْغِيرُ حَمْرَاءَ. أَيْ: بَيْضَاءَ لِلتَّحَبُّبِ؛ كَقَوْلِهِمْ: يَا بُنَيَّ. يَا أُخَيَّ. وَرَوَى النَّسَائِيُّ مِنْ طَرِيقِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ: "دَخَلَتِ الْحَبَشَةُ الْمَسْجِدَ يَلْعَبُونَ. فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا حَمِيرَاءُ! أَتُحِبِّينَ أَنْ تَنْظُرِي إِلَيْهِمْ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ". قَالَ الْحَافِظُ: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. وَلَمْ أَرَ حَدِيثًا صَحِيحًا فِيهِ ذِكْرُ الْحَمِيرَاءِ غَيْرَهُ. انْتَهَى. [64]

(زرقانی شرح مواہب اللدنیہ، ص۱۷۰، ج۱)

---

[63] (تفسیر روح البیان ، 217/1 ، سورۃ البقرۃ ، آیت119 ، الناشر : دار الفکر بیروت)

[64] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية ،""ذكر وفاة أمه وما يتعلق بأبويه صلى الله عليه وسلم ، 314/1 ، الناشر : دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى 1417هـ1996م)

ترجمہ: شارحِ صحاح ستّہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے میرے ساتھ حج حجتہ الوداع ادا فرمایا، جب گورستانِ مکّہ معظمہ زاد اللہ شرفاً پر گزر کیا آپ بے حد غم ناک اور گریہ زاری میں مبتلا تھے مجھے خود آپ ﷺ کی حالتِ گریہ زاری کو دیکھ کر رونا آگیا، آپ اپنی سواری سے نیچے اُتر پڑے، فرمایا: اے عائشہ صدیقہ اپنے اونٹ کی مہار روک لو، میں اونٹ کو بٹھا کر اُس کے پہلو سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئیں آپ نے عرصہ دراز (کافی دیر) تک وہاں قیام فرمایا جب واپس لوٹے آپ نہایت خوش و خرم اور مُتَبَسِّم (مسکرا رہے) تھے، میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ میرے والدین گرامی آپ پر قربان ہوں آپ میرے پاس سے غمناکی کی حالت میں تشریف لے گئے تھے میں آپ کے غم سے متاثر ہو کر رونے لگی اِس خوشی کا کیا سبب ہے؟ فرمایا: میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کرنے گیا تھا میں نے اللہ تعالی سے سوال کیا اے اللہ اِس کو زندہ فرمادے وہ خدا کی قدرتِ کاملہ سے زندہ ہو گئیں وہ مجھ پر ایمان لا کر دوبارہ فوت ہو گئیں۔

فائدہ: حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ **الدرج الحفیہ**، ص۷ کے بعد ذکرِ حدیثِ ہذا (مذکورہ حدیث کے بعد) رَقمطراز ہیں کہ روایت کیا اِس حدیث کو خطیب البغدادی نے کتاب "**السابق و اللاحق**" اور محدّث **دار قطنی** اور اِبن عساکر نے **غرائب** امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام محدّث ابو حفص بن شاہین نے کتاب "**الناسخ والمسوخ**" میں، اور محب طبری نے **سیرت نبوی** میں، امام سہیلی نے "**روض الانف**" میں، اور امام قرطبی نے "**تذکرہ**" میں، اور اِبنِ منیر اور فتح الدین الدمشقی نے اور دوسرے اَہلِ علم حضرات نے جیسے صلاح الدین صفدری اور حافظ شمس الدین اِبنِ ناصر الدین دمشقی نے اپنے اَبیات میں ذکر کیا ہے:

وَجَعَلُوهُ نَاسِخًا لِمَا خَالَفَهُ مِنَ الأَحَادِيثِ الْمُتَأَخِّرَةِ، وَلَمْ يُبَالُوا بِضَعْفِهِ، لِأَنَّ الْحَدِيثَ الضَّعِيفَ يُعْمَلُ بِهِ فِي الْفَضَائِلِ وَالْمَنَاقِبِ.[65]

ترجمہ: اور اِس حدیث کی دوسری تمام مخالف حدیثوں کے لئے ناسخ قرار دیا ہے اور اِس بارے میں ضُعفِ اَسناد کی کچھ پرواہ نہیں کی کیونکہ جُمہور عُلماءِ کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک فضائل اور مَناقِب میں ضعیف اَحادیث پر عمل کرنا جائز ہے۔

فائدہ: امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ایک درجن ائمہ و عُلماء و مشائخ کے اَسمائے گرامی لکھے ہیں، ہم ان شاء اللہ تعالی درجنوں تصانیفِ ائمہ و عُلماء و مشائخ کے اَسماءِ گرامی عرض کرسکتے ہیں۔ **تفسیر روح البیان**، ص۷۴،ج۱، میں امام الشیخ مولانا اسماعیل صاحب حقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں: ذُكِرَ أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَكَى يَوْمًا بُكَاءً شَدِيدًا عِندَ قَبْرِ أَبَوَيْهِ، وَغَرَسَ شَجَرَةً يَابِسَةً، وَقَالَ: (إِنِ اخْضَرَّتْ فَهِيَ عَلَامَةُ إِمْكَانِ إِيمَانِهِمَا)، فَاخْضَرَّتْ، ثُمَّ خَرَجَا مِنْ قَبْرِهِمَا بِبَرَكَةِ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْلَمَا، ثُمَّ ارْتَحَلَا.[66]

ترجمہ: مروی ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے اپنی والدہ شریفہ کی قبر گرامی پر بے حد گریہ زاری کی اور ایک خشک درخت لے کر والدہ ماجدہ کی قبر کے نزدیک زمین میں گاڑھ دیا اور اپنے قلب گرامی (دل) میں گمان کیا اگر یہ درخت قدرتِ ربانی سے سرسبز و شاداب ہو گیا تو یہ میرے والدین شریفین کے قبولِ

---

[65] (الدرج المنيفة في الآباء الشريفة، الدرجة الثانية، ج1، ص6 الی 7، مطبوعه مجلس دائر المعارف الاسلاميه دكن، طبع اولی 1316ھ)

[66] (تفسير روح البيان، 217/1، سورة البقرة، آيت119، الناشر: دار الفكر بيروت)

اسلام کی علامت ہو گی، پھر وہ درخت خدا کی قدرت سے فوراً ہرا بھرا ہو گیا اور حضور پُر نور صَلَّیَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے والدین گرامی حضور پُر نور صَلَّیَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعا سے زندہ ہو گئے اور دعوتِ اسلام حقّانی کی قبول کرنے کے بعد وفات پا گئے۔

ازالہ تَوَھُّمات: اِن اَحادیث کو پڑھ سن کر منکرین خود توتَوَہُّمات (غلط خیالات) کی زد میں ہیں دوسرے اَہلِ اسلام کو بھی اَوہام میں پھنسا دیتے ہیں حالانکہ اُنہیں اِس سے انکار نہیں کہ بحیثیتِ معجزہ از نبی کریم صَلَّیَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور بحیثیتِ قدرت قادرِ قدیر بُعد از قیاس (قیاس یا گمان سے باہر) نہیں، حضرت جلال الدین رومی قُدِّس سِرّہ نے فرمایا:

یفعل الله ما یشاء را خوانده	پس چرا مانده اندر تحیر مانده
آندعائے شیخ نے چوں ہر دعاست	نائب ست او دست او دست خداست
گفته او گفته الله بود	گرچه از حلقوم عبدالله بود[67]

ترجمہ: اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے، تونے یہ آیت پڑھی ہے پھر تو حیران کیوں ہے شیخ کامل کی دعا عام دعاؤں کی طرح نہیں وہ خدا کا نائب ہے اُس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے اُس کا قول اللہ تعالی کا قول ہے اگرچہ بظاہر بندہ خدا کے منہ سے نکلا ہے۔

فائدہ: حضرت امام سہیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "روض الانف" میں بعد اِحیاءِ اَبوَین شریفین کے تحریر فرماتے ہیں:

وَاللّٰهُ قَادِرٌ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، وَلَيْسَ تَعْجِزُ رَحْمَتُهُ وَقُدْرَتُهُ عَنْ شَيْءٍ، وَنَبِيُّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَهْلٌ أَنْ يُخَصَّهُ بِمَا شَاءَ مِنْ فَضْلِهِ، وَيُنْعِمَ عَلَيْهِ بِمَا شَاءَ مِنْ كَرَامَتِهِ – صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.[68]

ترجمہ: اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے اُس کی رحمتِ عامّہ اور قدرتِ کاملہ کسی چیز کی محتاج نہیں اور رسولِ کریم صَلَّیَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذاتِ عالی اِس بات کی مستحق ہے کہ پروردگارِ عالم کی ذاتِ گرامی اپنی خصوصی نعمتوں سے جو نعمت چاہے اپنے حبیب صَلَّیَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عطا فرمائے کیونکہ، وہ قادرِ مطلق ہر ایک شئے کا خود مختار و مالک ہے۔

توہّم: مخالفین کہا کرتے ہیں کہ نہ ہمیں قدرتِ قدیر سے انکار ہے اور نہ ہم معجزات کے منکر ہیں ہمیں اختلاف صرف اِس لئے ہے کہ حدیث احیاء الاَبوَین موضوع ہے چنانچہ رسائلِ اُصولِ حدیث میں ہے:

که بعض گفته اند که این حدیث نیست زیرا که ابن جوزی آن را در موضوعات شمرد و فرمود که در مهدوی احمد بن داؤد است ولی متروک الحدیث و کذاب است این حیان گفته که وضع میکرد حدیث را .

یعنی بعض عُلماءِ کرام نے اِس حدیث پر اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ اِس سند میں احمد بن داؤد راوی جو مَتروک الحدیث ہے اور کاذب ہے اِبنِ حبان نے کہا ہے کہ وہ جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔

ازالہ: سیّد احمد حموی شارح "الاشباہ والنظائر" ص۴۵۳، میں لکھتے ہیں:

فَإِنْ قُلْتَ: أَلَيْسَ الْحَدِيثُ الَّذِي وَرَدَ فِي إِحْيَائِهِمَا مَوْضُوعًا؟

---

[67] (فتاوی رضویہ. 82/24، لھو ولعب. مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور. پاکستان. سن اشاعت اگست 2005ء)

[68] (الروض الأنف في شرح السيرة النبوية لابن هشام. 121/2، وفاة آمنة وحال رسول الله صلى الله عليه وسلم مع جده عبد المطلب بعدها. الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت الطبعة: الطبعة الأولى، 1421هـ/ 2000م

قُلْتُ: زَعَمَهُ بَعْضُ النَّاسِ، إِلَّا أَنَّ الصَّوَابَ أَنَّهُ ضَعِيفٌ لَا مَوْضُوعٌ، وَلَقَدْ أَحْسَنَ الْحَافِظُ نَاصِرُ الدِّينِ الدِّمَشْقِيُّ حَيْثُ قَالَ:

حَبَا اللّٰهُ النَّبِيَّ مَزِيدَ فَضْلٍ ... عَلَى فَضْلٍ فَكَانَ بِهِ رَءُوفَا

فَأَحْيَا أُمَّهُ وَكَذَا أَبَاهُ ... لِإِيمَانٍ بِهِ فَضْلًا لَطِيفَا

فَسَلِّمْ، فَالْقَدِيمُ بِهِ قَدِيرٌ ... وَإِنْ كَانَ الْحَدِيثُ بِهِ ضَعِيفَا(69)

ترجمہ: اگر تو یہ بات کہے کہ حدیث اِحیاءِ اَبوَین شریفین کی موضوع ہے، سیّد احمد حموی رحمۃ اللہ علیہ جواب دیتے ہیں یہ صرف بعض بے شرم اور نافہم لوگوں کا اپنا وہم و گمان ہے کیونکہ قابلِ قبول وَاقرب اِلی الصَّواب (درستگی کے زیادہ قریب) یہ بات ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن ہرگز موضوع نہیں ہے، دیکھو حافظ امام ناصر الدین دمشقی نے کیا خوب کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات عالی کا حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذاتِ گرامی سے محبت و پیار کرنا آپکی فضیلت اور نہایت بزرگی کی روشن دلیل ہے، اللہ تعالیٰ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذاتِ گرامی پر بے حد مہربان ہے اُس نے تاجدارِ مدنی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے والدینِ گرامی کو حُصولِ دولتِ ایمان و ایقان کے لئے از سَر نو دوبارہ زندہ کیا، یہ بڑی بھاری بزرگی کی نشانی ہے تو اِس بات کو یعنی اِحیاءِ اَبوَین اور قبولِ اسلام کو صِدقِ دل سے مان لے کہ اللہ تعالیٰ اِس بات پر قادر ہے اگرچہ اِس بارے میں حدیثِ ضعیف مروی ہے۔

یہ اَبیات نص قوی ہے کہ حدیث شریف ضعیف ہوگی، ہرگز موضوع نہیں۔ حدیثِ ضعیف حجّت اور قابلِ استدلال تصوّر ہوگی چنانچہ اُصولِ حدیث میں یہ قاعدہ مشہور ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مقالہ سند، ص ۵ میں تحریر فرماتے ہیں:

وَكَانَ مِمَّا نُسِبَ مِنَ المُعجِزَاتِ وَالخَصَائِصِ إِلَيهِ: إِحياؤُهُ حَتّى آمَنَ بِهِ أَبَوَاهُ، وَما زالَ كَلامُ أَهلِ العِلمِ وَالحَديثِ فِي القَديمِ وَالحَديثِ، يَرْوُونَ هٰذَا الخَبَرَ، وَيَسُرُّونَ بِهِ، وَيَنْشُرُونَهُ بَيْنَ النّاسِ، وَلا يُسِرُّونَ، وَيَجْعَلُونَهُ فِي عِدادِ الخَصائِصِ وَالمُعجِزاتِ، وَيُدخِلُونَهُ فِي حَيِّزِ المَناقِبِ وَالمَكارِماتِ، وَيَرَونَ أَنَّ ضَعْفَ الإِسْنادِ فِي هٰذَا المَقامِ مُغْتَفَرٌ، وَأَنَّ ما ضُعِّفَ فِي الفَضائِلِ وَالمَناقِبِ مُعْتَبَرٌ.(70)

ترجمہ: اور جو چیز معجزات اور خصائص سے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف منسوب کی جاتی ہے اُن میں سے اِحیاءِ اَبوَین شریفین اور اُن کے قبولِ اسلام کا واقعہ ہے ہمیشہ اَہلِ علم حضرات اور محدّثین کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین گروہ بیچ زمان گذشتہ (گذشتہ دور میں) اور عہدِ حاضرہ کے اِس حدیث شریف کی روایت کرتے چلے آئے ہیں اور اِس بات کے اظہار سے خوش ہوتے ہیں اور عوام الناس کے درمیان اِس کی تشہیر کرتے ہیں اور ہرگز اِس کو مخفی (پوشیدہ) نہیں کرتے اور اِس بات کو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خصائص اور معجزات سے شمار کرتے ہیں اور آپ کے مَناقب اور فضائل میں درج کرتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ اِس بارہ میں سند کا ضعیف ہونا معاف ہے کیونکہ فضائل اور خصائصِ نبوی میں ضعیف اَحادیث سے احتجاج کرنا (دلیل پکڑنا) اور جُمہور محدّثین کے نزدیک مُعتبر اور قابلِ اعتماد ہے۔

---

69 (غمز عيون البصائر في شرح الأشباه والنظائر ،كتاب الحظر والاباحة ، 240/3 ، الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى، 1405هـ 1985ء)

70 (المقامة السندسيه فى النسبة المصطفويه ، 5/1 ، مطبوعه مجلس دائر المعارف الاسلاميه دكن ، طبع اولى 1316ھ)

شیخِ محقق رحمۃ اللّٰہ تعالی نے فرمایا: شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعته اللمعات شرح مشکوہ فارسی، جلد اول، ص۷۱۸ پر لکھتے ہیں:

حدیث احیاء والدین اگرچه درقدرخود ضعیف است ولیکن تصحیح و تحسین کردنده اند بتعدد طریق[71]

ترجمہ: یعنی حدیث شریف اِحیاءِ اَبوَین شریفین کی اگرچہ بہ لحاظ اِسناد ضعیف ہے لیکن عُلماءِ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اِس کو بواسطہ تُعدّدِ طریق(طرق) حدیث کے صحیح اور اَحسن تصوّر کیا ہے۔[72]

ایک اور حوالہ: زاد اللبیب، ص۲۳۶ میں ہے:

وَحديثُ الإحياءِ، وَإِنْ كانَ في حَدِّ ذاتِهِ ضَعيفًا. لَكِنَّهُ صَحَّحَهُ بَعضُهُم لِبُلوغِهِ دَرَجَةَ الصِّحَّةِ لِتَعَدُّدِ طُرُقِهِ، وَهٰذا العِلمُ كَأَنَّهُ كانَ مَستورًا عَنِ المُتَقَدِّمينَ، فَكَشَفَهُ اللّٰهُ لِلمُتَأَخِّرينَ، وَاللّٰهُ يَختَصُّ مَن يَشاءُ بِما يَشاءُ مِن فَضلِهِ.[73]

ترجمہ: حدیث اِحیاءِ اَبوَین شریفین اگرچہ سنداً ضعیف درجہ کی ہے لیکن عُلماء نے اُس کو صحیح تصوّر کیا ہے بوجہ پہونچنے درجہ صحت تک اور بواسطہ تعدّدِ طُرق حدیث کے، گویا یہ علم متقدین پر پوشیدہ رہا کہ اللہ تعالی نے اپنے فضل کرم سے عُلماءِ متاخّرین پر اِس رازِ مخفی(پوشیدہ راز) کو کھول دیا، یہ سب اللہ تعالی کا محض فضل و کرم ہے اللہ تعالی جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے محفوظ کرتا ہے۔

امام شامی نے فرمایا: رد المختار شرح در مختار، مطبوعہ مصری، ص۲۹۸، ج۱، میں علامۂ زمان فقیہِ دوران مولانا اَبنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

أَلا تَرى أَنَّ نَبِيَّنا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قد أَكرَمَهُ اللّٰهُ تَعالى بِحَياةِ أَبَوَيهِ لَهُ حَتّى آمَنا بِهِ. كَما في حديثٍ صَحَّحَهُ القُرطُبِيّ وابن ناصِرِ الدّينِ حافِظِ الشّامِ وَغَيرِهِما. فَانْتَفَعا بِالإيمانِ بَعدَ المَوتِ على خِلافِ القاعِدَةِ إِكرامًا لِنَبِيِّهِما صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ. كَما أَحيا قَتيلَ بَني إِسرائيلَ لِيُخبِرَهُ بِقاتِلِهِ.

وَكانَ عيسى عَلَيهِ السَّلامُ يُحيِي المَوتى، وَكَذٰلِكَ نَبِيُّنا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ أَحيا اللّٰهُ تَعالى عَلَى يَدَيهِ جَماعَةً مِنَ المَوتى. وَقَد صَحَّ أَنَّ اللّٰهَ تَعالى رَدَّ عَلَيهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ الشَّمسَ بَعدَ مَغيبِها حَتّى صَلّى عَلَى كَرَمِ اللّٰهِ وَجهُهُ العَصرَ. فَكَما أَكرَمَ بِعَودِ الشَّمسِ وَالوَقتِ بَعدَ فَواتِهِ. فَكَذٰلِكَ أَكرَمَ بِعَودِ الحَياةِ وَوَقتِ الإيمانِ بَعدَ فَواتِهِ.[74]

ترجمہ: کیاتو اِس بات کو نہیں جانتا کہ رسولِ کریم ﷺ کو اللہ تعالی نے یہ کرامت عطا فرمائی ہے کہ آپ کے والدینِ کریمین کو دوبارہ زندہ کیا اور وہ آپ کی نُبوّت پر ایمان لائے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ صحیح تسلیم کیا اِس کو امام قرطبی اور اِبنِ ناصر الدین دمشقی نے بس اُن کا مرنے کے بعد دولتِ ایمان سے مُشرّف اور فائدہ مند ہونا بخلاف قواعدِ شرعیہ کے آنحضرت ﷺ کی فضیلت اور کرامت کی نہایت زبردست دلیل ہے اور یہ بات بھی بالکل صحیح

---

[71] (اشعة اللمعات شرح مشكاة فارسى، 665/1، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، فصل اول، مطبوعه منشى نول كشور، لكهنؤ)

[72] (اشعة اللمعات شرح مشكاة مترجم، 957/2، مطبوعه فريد بک اسٹال لاہور، سن اشاعت، 1423 ھ/مئی 2002ء)

[73] (لمعات التنقيح شرح مشكاة المصابيح، 220/4، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، فصل اول، مطبوعه دار النوادر دمشق، طباعت، 1435ھ/2014ء)

[74] (رد المحتار حاشية الدر المختار، 221/4، ا. مطلب في إحياء أبوي النبي صلى الله عليه وسلم بعد موتهما، الناشر: دار الفكر بيروت، الطبعة: الثانية، 1412ھ 1992ء)

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پُر نور صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی دعا سے بمقام خیبر خورشیدِ عالَم مہتاب(سورج) کو بعد غُروب ہونے کے اُلٹا پھیرا تھا یہاں تک کہ سیّدنا و مُرشدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی نمازِ عصر ادا کی جس طرح اللہ تعالی نے اُن کو اِعادہ خورشید(سورج کے پلٹنے) و تجدیدِ وقت نماز سے بعد قضاء ہوئے نماز کے، ادائیگی نماز کی کرامت عطا کی تھی اِس طرح اللہ نے اُن حضور پُر نور صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کے اَبوَین شریفین کو زندہ کیا اور قبولِ ایمان کی کرامت عطا کی ہے۔

فوائد: ا۔ مذکورہ بالا بیانات سے صاف عَیاں(ظاہر) ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کے والدین گرامی کا اُن کی وفات شریف کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور ایمان لانا بالکل حق بات ہے، جو حدیث سے ثابت ہے یہ فضیلت اور کرامت حضور پر نور کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی کہ بخلاف قواعدِ شرعیہ کسی کو بعد از وفات زندہ کر کے دولتِ ایمان سے مُشرّف کیا ہو فقط یہ منصبِ جلیلہ اور فضیلتِ عُظمٰی محض ہمارے آقا نامدار سیّدِ عالی وقار حبیب خدا صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کو عطا کی گئی ہے اور یہ صرف اور صرف رسولِ اکرم حبیب معظم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کا بے شمار خصائِص میں سے ایک یہ بھی ہے اور معجزات میں سے ایک معجزہ حضور پاک صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کے خصائص اور معجزات کا انکار محرومی اور بدقسمتی اور بد بختی کی نشانی ہے۔

فائدہ: اَبوَین شریفین کی حدیث عند العلماء(علماء کے نزدیک) بالکل صحیح، قابلِ قبول ہے جس کی تصدیق و تصحیح جلیل القدر امام قرطبی اور ابنِ ناصر الدین دمشقی محدّث نے کی ہے جیسا کہ ہم نے ائمہ حدیث کی تصریحات عرض کر دی ہیں۔

اگرچہ حضور سرورِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی دعا سے آپ کے اَبوَین کو ہر طرح کے مَراتِب و مناقِب عطا ہو سکتے تھے کیونکہ مانگنے والا محبوب اور دینے والا محب لیکن اللہ تعالی چاہتا تھا کہ اُس کے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کے بیک وقت کئی معجزات کا ظہور ہو اِس کی نظیر(مثال) حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی نمازِ عصر کی ادائیگی کا مسئلہ ہے کیونکہ خود سورج سے صاف عَیاں ہوتا ہے کہ آپ کی بالکل وقتی طور پر صحیح ادا ہوئی ورنہ بصورت عدم قبول کے آپ قضا کر سکتے تھی جیسے نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے لیلتہ العریس میں اپنی نمازِ فجر قضاء کی تھی جب سورج کا واپس آنا بالکل حق بات ہے تو اِس لحاظ سے والدین کریمین کا بعد از وفات زندہ ہونا اور ایمان لانا بالکل صحیح ہے اللہ تعالی کی ذات ہر شے پر قادر ہے۔ فُقہاءِ کرام کا مُسلّم(تسلیم شدہ) قاعدہ ہے کہ

فَمَن ماتَ کافِرًا لَم یَنْفَعْهُ الإیمانُ بَعْدَ الرُّجعةِ, بَلْ لَو آمنَ عِندَ المُعایَنةِ لَم یَنْفَعْهُ ذلكَ, فَکَیْفَ بَعْدَ الإعادةِ إنْتَهی؟[75]

ترجمہ: جو شخص کفر کی حالت میں فوت ہو گیا پھر اُس کو دنیا میں لانا اور ایمان لانا کچھ فائدہ نہیں دیتا بلکہ اگر کوئی شخص نزدیک معائنہ کرنے عذاب اُخروی کے، ایمان قبول کرے جس کو ایمان بائس کہتے ہیں کچھ فائدہ نہیں دیتا تو پھر بعدِ وفات ثانی کے کیونکر قبول اور فائدہ مند ہو گا۔

ازالہ: مواہب اللدنیہ، ص ۳۳، مطبوعہ مصر، ج ا، زرقانی ج ا، مطبوعہ مصر، ص ۱۷۰:

مَن ماتَ کافِرًا إلی آخِرِ کَلامِهِ, مَرْدودٌ بِما رُوِيَ في الخَبَرِ أنَّ اللهَ رَدَّ الشَّمسَ علی نَبِیِّهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ بَعدَ مَغیبِها, ذَکَرَهُ الطَّحاويُّ وَقالَ: إنَّهُ حَدِیثٌ ثابِتٌ, فَلَوْ لَمْ یَکُن رُجوعُ الشَّمسِ نافعًا, وَأنَّهُ لا یَتَجَدَّدُ الوَقتُ, لَمّا رَدَّها عَلَیهِ, فَکَذٰلِكَ یَکونُ إحیاؤُ أَبَوي النَّبِيِّ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ نافعًا لِإیمانِهِما وَتَصدیقِهِما بِالنَّبِيِّ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ.[76]

[75] (مواهب مع شرح الزرقاني علی المواهب اللدنية بالمنح المحمدية. "ذكر وفاة أمه وما يتعلق بأبويه صلى الله عليه وسلم. 319/1. الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى 1417هـ1996م)

[76] (مواهب مع شرح الزرقاني علی المواهب اللدنية بالمنح المحمدية. "ذكر وفاة أمه وما يتعلق بأبويه صلى الله عليه وسلم. 321/1. الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى 1417هـ1996م)

ترجمه: امام قرطبی نے کہا ہے: **قولُ قائِلٍ** کہ **مَن ماتَ لَم یَنفَعُهُ الإیمانُ**. کلامِ مردود ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالی نے نبی پاک ﷺ پر سورج غروب ہونے کے بعد واپس پھیرا تھا، روایت کیا اِس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے **معانی الاثار** میں اور کہا: یہ حدیث شریف بالکل قابلِ اعتماد ہے، اگر سورج واپس سے تجدیدِ وقت نمازِ عصر کا صحیح ہونا نہ تھا تو پھر اِعادۂ آفتاب کی دعا کرنا عَبث (بیکار) اور اِعادۂ آفتاب کی کیا حاجت تھی۔

آپ نماز قضاء پڑھ سکتے تھے اِس طرح نبی پاک ﷺ کے والدین گرامی کا زندہ ہونا اور ایمان لانا صحیح تصوّر ہو گا جو آپ پر ایمان لانے اور اُن کی تصدیقِ نُبوّت اور رسالت کے لئے فائدہ مند ہو گا۔

آخری گذارش: ہم نے بوجہِ اِختصار چند اَحادیث وعبارات پر اِکتفا کیا ہے ورنہ سینکڑوں عُلماءِ کرام کی تصریحات ہمارے پیشِ نظر ہیں لیکن یہ اُنہیں مفید ہیں جو اَسلافِ صالحین کی حقانیّت کے قائل ہیں جو سرے سے اُنہیں مشرک وکافر کہتے ہوں اُن کے لئے بے سُود (بے فائدہ) بالخصوص نجد وہابی وہ تو سوائے اپنے گروہ کے باقی تمام اُمّت کو کافر ومشرک اور گمراہ گردانتا (تصور کرتا) ہے اُنہیں اِن کے علاوہ جتنا عبارات بلکہ اَحادیث بھی دکھائیں تب بھی وہ نہیں مانیں گے ہم اُن کے منوانے کے ذمہ دار نہیں ہاں دلائل وبَراہین سے سمجھانے کے ذمہ دار ہیں وہ گذشتہ اَوراق میں ہم نے کر دکھلایا۔

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا: ہر گمراہ فرقہ خود کو گمراہی سے بچانے کے لیے خوب ہاتھ پاؤں مارتا ہے نجدی وہابی اُن سب سے دو قدم آگے ہے، الحمد اللہ ہم نے اَحادیث مبارکہ کے علاوہ اسلاف صالحین جُمہور کاملین کے اَقوال پیش کئے ہیں وہ اَحادیث کو ضعیف کہہ کر ٹالتے ہیں، اسلاف کے لئے کہتے ہیں کہ ہم اُنہیں نہیں مانتے ہم اس گمراہ گروہ کو کہتے ہیں کہ ایک حدیث لاؤ جس میں صاف لکھا ہو کہ سیّدہ آمنہ کافرہ تھیں (معاذ اللہ) یا اَسلاف میں جُمہور کی عبارت لائیں، لیکن ہو تو لائیں اِس لئے ہم کہتے ہیں کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے طور ایک مُبہم حدیث لائے ہیں جس میں سیّدہ آمنہ کے صریح کفر کا ایک لفظ بھی نہیں حالانکہ کفر وشرک کے لئے صریح الفاظ ضروری ہیں اور وہ جو حدیث پیش کرتے ہیں وہ بھی اُن کے اپنے دل کی بھڑاس ہے ورنہ اَسلاف کے نزدیک اِس کا مطلب کچھ اور ہے۔

اب لیجئے وہ حدیث اور اُس کا جواب:۔

سوال: **ابو داؤد** کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی سے مَروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی والدہ کے لئے استغفار کی اجازت چاہی اور آپ کو اجازت نہ دی گئی [77] اور **مسلم شریف** میں ہے کہ **اِسْتَأْذَنْتُ رَبِّي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لِأُمِّي فَلَمْ يَأْذَنْ لِي**، [78]

جواب ا: طلبِ استغفار کی روایت پہلے ہیں اور اِحیائے اَبوَین کی روایات بعد کو، اِس معنی پر طلبِ استغفار کے اِذن (اجازت) کی روایات منسوخ ہو گئیں اِس کی تفصیل "**الکامنه**" میں ہے چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

فقالَ: (اِسْتَأْذَنْتُ في أَنْ أَسْتَغْفِرَ لها فَلَمْ يُؤْذَن لي، وَاسْتَأْذَنْتُ في أَنْ أَزُورَ قَبْرَها فَأُوذِنَ لي. فَازورُوا القُبُورَ فَإِنَّها تُذَكِّرُكُمُ المَوْتَ). فهو مُتَقَدِّمٌ عَلَى إِحيائِهما، لِأَنَّهُ كانَ في حَجَّةِ الوداعِ وَلَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ السَّلامُ راقِيًا في المَقاماتِ السَّنِيَّةِ، صاعِدًا في

---

[77] (سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب في زيارة القبور، 218/3، حديث 3234، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا بيروت)

[78] (صحيح مسلم، كتاب الجنائز، 36 باب استئذان النبي صلى الله عليه وسلم ربه عز وجل في زيارة قبر أمه، 671/2، حديث 976، الناشر: دار إحياء التراث العربي بيروت)

الدَّرَكاتِ العُلْيَةِ. صَاعِدًا في الدَّرَجاتِ العُلْيَةِ حتّى أَنَّ اللهَ قَبَضَ رُوحَهُ الطَّاهِرَةَ. فَمِنَ الجائِزِ أَنْ تَكُونَ هٰذِهِ دَرَجةٌ حَصَلَتْ لَهُ عَلَيْهِ السَّلامُ بَعْدَ أَنْ لَمْ تَكُنْ.[79] (روح البیان، ص ۱۴۰۷، جلد ۱)

ترجمہ: جو نبی ﷺ سے مروی ہے کہ مجھے شفاعت طلب کرنے کی اجازت نہ ملی، یہ روایت واقعہ اِحیاء سے پہلے کی ہے کیونکہ اُن کے اِحیاء کا واقعہ حج الوداع میں ظُہور پذیر ہوا ہے اور یہ بات بالکل ممکن الوقوع اور جائز ہے کہ یہ کرامت اِحیاءِ اَبوَین گرامی کی حضور ﷺ کو اِن روایات مخالف کے بعد میں حاصل ہوئی ہو یہی بات قابل اعتماد ہے۔

۲۔ علامہ سیّد احمد حموی شرح الاشباہ والنظائر، ص ۴۵۳، صاحب روح البیان کے قول کی تائید کرتے ہیں:

ذَكَرَ بَعْضُ أَهْلِ العِلْمِ فِي الجَمْعِ ما حاصِلُهُ أَنَّ مِنَ الجائِزِ أَنْ تَكُونَ هٰذِهِ دَرَجةٌ حَصَلَتْ لَهُ عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلامُ بَعْدَ أَنْ لَم تَكُنْ، وَأَن يَكُونَ الإِحْياءُ وَالإِيمانُ مُتَأَخِّرَيْنِ عَنْ ذٰلِكَ فَلا مُعارَضَةَ. انْتَهى مُلَخَّصًا.[80].

ترجمہ: بعض اَہلِ علم نے تطبیقِ روایات یوں ذکر کی ہے کہ ممکن ہے کہ یہ کرامت نبی کریم ﷺ کو بعد میں حاصل ہوئی ہو پہلے حاصل نہ ہو یہ کہ اَبوَین شریفین کا زندہ ہونا اور ایمان لانا مخالف اَحادیث سے بعد کا واقعہ ہو تو اس صورت میں کوئی تعارض (اختلاف) باقی نہ رہا پھر اُن کا اِحیاءِ ایمان صاف ثابت ہو گیا۔

۴۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مسالك الحنفا في والدي المصطفي، ص ۵۷ میں تحریر فرماتے ہیں:

قالَ القُرْطُبِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: لا تَعارُضَ بَيْنَ حَديثِ الإِحْياءِ وَحَديثِ النَّهْيِ عَنِ الاسْتِغْفارِ، وَأَنَّ حَديثَ إِحْيائِهِما مُتَأَخِّرٌ عَنِ الاسْتِغْفارِ لَهُما. بِدَليلِ حَديثِ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْها أَنَّ ذٰلِكَ كانَ في حَجَّةِ الوَداعِ. وَلِذٰلِكَ جَعَلَهُ ابْنُ شاهِينَ ناسِخًا لِما ذُكِرَ مِنَ الأَخْبارِ.[81]

ترجمہ: امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اَحادیث اِحیاءِ اَبوَین شریفین اور اِستغفار سے منع کرنے کے درمیان کوئی تعارُض نہیں حضرت عائشہ والی حدیث دلیل ہے کیونکہ اِحیاءِ اَبوَین کا واقعہ زمانہ حج الوداع کے درمیان گزرا ہے اِس لئے اِبنِ شاہین محدّث نے حدیثِ اِحیاء کو کتاب "الناسخ والمنسوخ" میں دوسری اَحادیث کے لئے تاریخ قرار دیا ہے اور یہی بات اَقرب اِلی الصّواب (درستگی کے زیادہ قریب) اور قابلِ اعتماد ہے۔ حافظ فتح الدین اِبنِ سیّد الناس رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت میں حدیثِ اِحیاء کو حدیث النَّهْيُ عَنِ الاسْتِغْفارِ سے مُوخّر ذکر کیا ہے۔

فرماتے ہیں بعض اَہلِ علم حضرات نے درمیان تطبیق دینے اَحادیث کے ذکر کیا ہے جس کا ما حاصل (خلاصہ) یہ ہے کہ رسولِ کریم ﷺ دائم الاوقات حصولِ مقاماتِ علیہ (بلند مقامات) اور درجاتِ رفیعہ کے حُصول کے ترقی کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پرنور ﷺ کے روحِ مُطہّر و مُقدّس کو قبض کیا اور اُن کو اُن فضائل اور خَصائص سے اپنے قریب کیا جو خدا کو منظور تھا یہ بالکل ممکن اور جائز ہے یہ درجہ حضور پُر نور ﷺ کو بعد میں

---

[79] (تفسير روح البيان. 217/1. سورة البقرة. آيت119. الناشر: دار الفكر بيروت)

[80] (غمز عيون البصائر في شرح الأشباه والنظائر. كتاب الحظر والاباحة. 240/3. الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى. 1405هـ 1985ء)

[81] (مسالك الحنفا في والدي المصطفي. مسلك ثالث. 86/1. مطبوعه. الطبع والنشر لتوزيع. القاهره. الطبعة الاولى. 1414ھ/1993ء)

حاصل ہوا ہو پہلے نہ تھا یہ کہ اِحیاءِ اَبوَین شریف اور قبولِ اسلام اُن تمام مخالف اَحادیث کے بعد کا واقعہ ہے اِس صورت میں اَحادیث میں کوئی تعارُض(اختلاف) باقی نہ رہا۔

۵۔زرقانی، جلد اول مصری، ص ۱۷۶ میں ہے کہ مُعارِض(مخالف) اَحادیث کا یہ جواب ممکن ہے کہ اَبوَین شریفین پہلے ہی مُوَحّد اور خدا پرست تھے مگر اُن کو کماحَقّہ علم دارِ آخرت(عالَمِ آخرت) کا حاصل نہ تھا چونکہ آخرت پر ایمان لانا دین حقّانی کے اُصولی چیزوں سے ہے پھر اللہ تعالی نے اُن کو زندہ کیا تا کہ دارِ آخرت اور تمام اَحکامِ شرعی پر کامل طور پر ایمان لائیں اِس لئے اللہ تعالی نے حجۃالوداع کے زمانہ تک اُن کے زندہ کرنے میں تاخیر کی یہاں تک کہ دینِ اسلام مکمل ہو گیا اور یہ آیات نازل ہوئی: "آج کے دن کامل کیا میں نے تمہارا دین اور پوری کر دی ہم نے تم پر اپنی نعمت اور پسند کیا تمہارے لئے اسلام حقانی کو دین۔" پھر اُن کو زندہ کیا گیا تا کہ تمام اُمورِ دینی اور اَحکامِ شرعی پر مکمل طور پر ایمان لائیں اور درجہ اُمّتی حاصل کریں۔

یہ جواب نہایت پسندیدہ اور مقبولِ عام علماءِ کرام کا ہے اور یہ بات بالکل صحیح اور قابلِ اعتماد ہے اور اُن کے ایمان پر اِستدلال کے لائق ہے۔[82]

جواب ۲: حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اِس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کا اپنی والدہ کے استغفار کی اجازت نہ ملنے والی حدیث کا جواب یوں ہو گا کہ ممکن ہے اُس میں مسلسل پیوستگی(دائمی وابستگی) کی ایسی ممانعت ہو جیسے کہ شُروعِ اسلام میں اُس شخص کی نمازِ جنازہ ممنوع تھی جس پر قرض ہو باوجود یکہ وہ مسلمان ہو پھر یہ کہ اِس کا بھی امکان ہے کہ یہ مُمانعت دیگر کافروں کی ضِمن کی بناء پر ہوئی ہو اِس وجہ سے اُن کے لئے بھی استغفار کرنے سے روک دیا گیا ہو۔(مسالک الحنفاء)[83]

مزید توضیح: ابتدائے اسلام میں بعض اُمور کے لئے ممانعت ہو جاتی بعد مُرورِ زمانہ(زمانہ کے گزرنے کے ساتھ) اُس کی عام اجازت ہو جاتی تھی اِس کی مثالیں اوپر مذکور ہوئیں اُس وقت استغفار کی ممانعت والدہ کے کفر کی وجہ سے نہ تھی بلکہ اُن اَہلِ اسلام کی تعلیم مطلوب تھی جو اپنے کافر والدین کے استغفار کے خواہاں(چاہنے والے) تھے اگر آپ اُن کے لئے استغفار فرماتے تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ بخشے نہ جاتے کیونکہ نبی پاک ﷺ کی دعا مُستَرد نہیں ہوتی اور یہ حکمتِ خداوندی کے خلاف تھا اور نبی پاک ﷺ حکمتِ خداوندی کے خلاف نہیں کرتے اور نبی پاک ﷺ اَہلِ اسلام کا دل رنجیدہ کرنا بھی نہیں چاہتے تھے اِس لئے مصلحۃً اُن کو ایسے فرمایا پھر جب اسلام کے اُمور رائج ہو گئے تو پھر والدینِ کریمین کو زندہ فرما کر مرتبۂ صحابیت عطا فرمایا۔ مزید سوالات و جوابات کے لئے فقیر کی کتاب "اَبوَین مصطفیٰ" کا مطالعہ فرمائیں۔

ہمارا سوال: شریعتِ مصطفویہ جَستہ جَستہ(آہستہ آہستہ) مُرتّب ہوتی ہے عدمِ استغفار کے بعد اُسی روایتِ **مسلم** میں ہے:

وَاسْتَأْذَنْتُهُ أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي. (کتاب الجنائز مسلم شریف)

یعنی میں نے اللہ تعالی سے اجازت مانگی کہ میں اُس کی قبر کی زیارت کرتا رہوں اِس کی مجھے اجازت دے دی۔[84]

اِس سے ہمارا سوال ہے اگر سیّدہ آمنہ کافرہ تھیں(معاذ اللہ) تو اُن کی قبر کی زیارت کی اجازت کے کیا معنی جبکہ کفّار کی قبر پر جانے سے قرآن مجید میں صَریح(واضح طور پر) ممنوع ہے: وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ (پ۱۱، التوبۃ:۸۴) یعنی کافر کی قبر پر کھڑے نہ ہو۔ اِس سے ثابت ہوا کہ سیّدہ آمنہ کے لئے استغفار کی ممانعت مبنی بہ

---

[82] (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، "ذكر وفاة أمه وما يتعلق بأبويه صلى الله عليه وسلم، 335/1، الناشر: دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى 1417هـ1996م)

[83] (مسالك الحنفا في والدي المصطفى، مسلك ثاني، 79/1، مطبوعه، الطع والنشر لتوزيع، القاهره، الطبعة الاولى، 1414هـ/1993ء)

[84] (صحيح مسلم، كتاب الجنائز، 36 باب استئذان النبي صلى الله عليه وسلم ربه عز وجل في زيارة قبر أمه، 671/2، حديث 976، الناشر: دار إحياء التراث العربي بيروت)

حکمت تھی اور وہ فقیر پہلے عرض کر چکا ہے، ہمارے جوابات سے نجدی وہابی کا دعویٰ غلط ہو گیا کیونکہ حدیثِ مذکور مَحْمَلُ المعانی ہے اور علمِ مناظرہ کا قاعدہ ہے: إِذَا جَاءَ الِاحْتِمَالُ بَطَلَ الِاسْتِدْلَالُ. یعنی جب اُن کی یہ حدیث قابلِ استدلال نہیں تو چاہیے کوئی صحیح دلیل لائیں۔[85]

خلاصة البحث: نجدی وہابی ٹولہ کے پاس اِس مسئلہ میں مَنع الاستغفار (استغفار کی ممانعت) کے سوا کوئی دلیل نہیں مَنع الاستغفار ایک وقتی بات تھی جیسے حضور سرورِ عالم ﷺ کی شریعت کا قاعدہ ہے کہ ایک وقت تک کسی مسئلہ کی رکاوٹ ہوتی ہے اُس کے بعد اجازت عام ہو جاتی ہے علاوہ مَنع استغفار تھی اِس سے سیّدہ آمنہ کا کفر ثابت نہیں ہوتا۔

نیز ہم نے منع استغفار کے بالمقابل اَحادیثِ اِحیاء ناسخ و ثابت کر دکھائی جیسے جُمہور نے دعوی کیا ہے، اب اگر ایک نجدی اور اُس کے چند چیلے نہ مانیں تو اُس سے اسلام کے اُصول میں فرق نہیں آتا فلہٰذا اَہلِ اسلام کو سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے ایمان پر پورا یقین ہے۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى ذٰلِكَ.

تَتِمّہ: پیغامِ حضور ﷺ برائے اَعدائے قُبور۔

اُن فرعون و شدّاد مزاجوں کو فقیر نے دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ سیّدہ آمنہ کا مزار یقیناً اَبواء میں ہے اور سیّدہ آمنہ مومنہ کاملہ بلکہ ولیہ ہیں اُن کا مزار دوسرے مزاراتِ اولیاءِ کرام کی طرح مشائرُ اللہ (مقدس مقامات) میں داخل ہے: "ذٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ." (پ۱۷، الحج:۳۲)

یعنی بات یہ ہے اور جو اللہ تعالی کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری ہے۔ (کنز ایمان) اُن غریبوں کے تو ایمان کی جڑ کٹ چکی ہے اُنہیں تقوائے قُلوب کیا نصیب ہو گا، اَولیائے کاملین کے مزارات تو بڑی بات ہے ہمارے عُلماءِ کرام کو تو عام قُبور کی بے حُرمتی بھی ناگوار (ناپسندید) ہے، چنانچہ علامہ اِبنِ الہمام حنفی فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ "الِاتِّفَاقُ عَلَى أَنَّ حُرْمَةَ الْمُسْلِمِ مَيِّتًا كَحُرْمَتِهِ حَيًّا."[86]

ترجمہ: یہ اَمر مُتّفق عَلیہ ہے کہ مردہ مسلمان کی عزّت زندہ جیسی ہے۔

لیکن نجدی وہابی مسلمانوں کے اِس اتفاق و اِجماع سے محروم ہیں کیونکہ وہ تو معتزلہ کے قواعِد پر عقیدہ رکھتا ہے کہ مُردہ مر کر مٹی میں مل گیا، اُس کے بعد کا ہے کا احترام اُنہیں لوگوں کے لیے یہ مقولہ مشہور ہے: مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود

اَحادیثِ مبارکہ:

۱۔ حدیث شریف میں ہے: إِنَّ الْمَيِّتَ يُؤْذِيهِ فِي قَبْرِهِ مَا يُؤْذِيهِ فِي بَيْتِهِ.[87]

یعنی مردہ کو وہی چیز تکلیف پہنچاتی ہے جو اُس کے گھر میں تکلیف دیتی تھی۔

۲۔ حضرت عبد اللہ اِبنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے اِبنِ ابی شیبہ روایت فرماتے ہیں: «أَذَى الْمُؤْمِنِ فِي مَوْتِهِ كَأَذَاهُ فِي حَيَاتِهِ.»[88]

یعنی مومن کو مرنے کے بعد اذیّت دینا ایسا ہی ہے جیسا اُسے زندگی میں اذیّت دینا۔

۳۔ مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

---

[85] (الامن والعلي لناعتى المصطفى بدافع البلاء ،مسلک الختام ، 432/1 ، مطبوعه دار اهل السنة کراتشی)

[86] (فتح القدير لابن ہمام ، کتاب الجنائز ،باب الشهيد ، 142/2 ، مطبوعه دار الفکر بيروت)

[87] (شرح الصدوربشرح احوال الموتي والقبور ، 297/1، باب تأذی الميت بما يبلغه من الاحياء ،مطبوعه دار المدنی للطباعة ، النشر والتوزيع)

[88] (المصنف في الأحاديث والآثار(مصنف ابن ابی شيبه)،46/3، ما قالوا في سب الموتى، وما كره من ذلك، حديث ،11990 ، الناشر: مكتبة الرشد – الرياض الطبعة: الأولى، 1409)

«لَأَنَّ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتَحْرِقَ ثِيَابَهُ، فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ.»[89]

ترجمہ: یہ بات کہ تم میں سے کوئی آگ پر بیٹھے اور اُس کے کپڑے کھال تک جلا دے اِس سے بڑھ کر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھے یعنی قبر پر بیٹھنا اِس عمل سے زیادہ نقصان دہ ہے۔

ابو داود و ابن ماجه بہ روایتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کرتے ہیں کہ مُردوں کی ہڈیوں کو توڑنا اُسے تکلیف دینا مثل زندہ کی ہڈیوں کے توڑنے کے ہے۔[90]

فوائد: اِن روایات کی موجودگی میں نتیجہ یہی ہے کہ صحابہ کرام، صحابیات رضوان اللہ اجمعین کے آثار کے نُقوش مٹانا سخت ظلم ہے اور سیّدہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر کو مِسمار کرنا (جن کی زیارت کرنا سنّتِ مصطفی ﷺ وسنت سنّتِ کرام رضی اللہ عنہم ہے) کتنا عظیم ظلم ہے لیکن افسوس کہ نجدی کو نہ کسی سے کوف (ڈر) ہے نہ خطرہ اُسے صرف خوف ہے تو امریکہ سے وہ صرف اشارہ بھی کر دے تو اُس کا ہر حکم فرضِ عین کی طرح ہے اور اسلامی حکومتیں تو اُس کی نظر میں پَرِ مگس (شہد کی مکھی کے پر) کے برابر بھی نہیں اب ہم مطالبہ کریں تو کس سے اور کہیں تو کس سے۔

(قَالَ اللّٰهُ: الْمُشْتَكٰى وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ.[91]) (اللہ ہی ہے جس کے سامنے شکایت کی جاتی ہے، اور وہی مدد کرنے والا ہے۔)

دورِ صحابہ و تابعین کا ایک واقعہ: **وفاء الوفا** میں ہے کہ ولید بن عبد الملک نے جب اَزواجِ مُطہرّات رضی اللہ عنہن کے حُجرات خریدے تو عمر بن عبد العزیز کو حکم دیا کہ اُنہیں گرا کر مسجدِ نبوی کی توسیع کرو، جس دن حضرت عمر بن عبد العزیز نے حُجرات کو گرانے کا حکم دیا تو مدینہ پاک میں کُہرام (ہنگامہ) تھا اور اُس دن سے زیادہ گریہ کُناں لوگ (اشک بہانے والے) کبھی نہیں دکھائی دیئے پھر عمر بن عبد العزیز نے عمارت مزار رسول ﷺ کو دوسرے طریقہ سے بنایا۔[92]

درسِ عبرت: حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے حُجراتِ مقدّسہ توہین کی غرض سے نہیں گرائے بلکہ تعمیر کے ارادے سے گرائے تو صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم میں کُہرام (شور) مچ گیا یہاں تو اُمّ النبی ﷺ کی ذاتِ اقدس کی توہین ہے اگر آج صحابہ و تابعین زندہ ہوتے تو قبرِ آمنہ کے گرانے پر پھر جسدِ آمنہ کی توہین پر اُن کا کیا ردِّ عمل ہوتا لیکن درد کی داستان وہ سنتا ہے جس میں غیرتِ ایمانی ہو، جب غیرت ہی اُٹھ گئی تو اب کیا کوئی کسے کہے۔

هٰذا آخِرُ ما رَقَمَهُ القَلَمُ

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان

یکم محرم ۱۴۲۰ھ

---

[89] (صحيح مسلم ، كتاب الجنائز ، 33 باب النهي عن الجلوس على القبر والصلاة عليه، 667/2 ، حديث 971 ، الناشر: دار إحياء التراث العربي بيروت)

[90] (سنن ابي داؤد ، كتاب الجنائز ، باب في الحفار يجد العظم هل يتنكب ذلك المكان؟ 212/3 ، حديث 3207 ، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا بيروت)

[91] (المعجم الأوسط للطبراني، باب الجيم ، من اسمه جبير ، 356/3 ، حديث 3394 ، دار الحرمين–القاهرة، عام النشر: 1415 هـ 1995 م)

[92] (وفاء الوفا بأخبار دار المصطفى، الباب الرابع فيما يتعلق بامور مسجدها الاعظم النبوى ، الفصل العشرون فيما حدث من عمارة الحجرة بعد ذلك، والحائز الذي أدير عليها، 113/2 ، الناشر: دار الكتب العلمية–بيروت، الطبعة: الأولى 1419)

واحسرتا! حضرت سرورِ کونین[۱] کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ[۲] امّ المومنین کے دفنۂ اقدس کی مسماری و نابودی

○

آمنہ مائی کا ہے ڈھایا گیا اقدس مزار — ملتِ بیضا کے سینے ہو رہے ہیں پُر شرار
آہ حکّامِ عرب سے ہونا یہ ظلم و ستم — کوئی خوف اللہ سے اُن کو نہ آیا زینہار
دنگ و ششدر ہیں مسلمان کہ از بس رنج و غم — چشم دل ہر فردِ مومن کی ہوئی ہے زار زار
زوجِ حضرتِ مصطفیٰ[۱] پر ہے گراں باری ہوئی — حشر تا مسمار کرنا مائی کا اقدس مزار
کچھ نہیں معلوم کیا تھی مصلحت اُن کو ہوئی — ڈھاتے رہتے ہیں کہ جو اسلاف کے اقدس مزار
حکمرانانِ عرب کی آہ اُف یہ سفاکیاں — کر دیئے ہیں سینے یکسر مثلِ لالہ داغدار

ہے مکافاتِ عمل یحییٰ! قانونِ الٰہ!!
منتظر پاداش کے ہوں حاکمانِ آں دیار!!

یحییٰ رجوری (بداؤنی)

۱ صلی اللہ علیہ وسلم ۲ رضی اللہ عنہا

نظم ہذا ۴ جون ۱۹۹۹ء کہی گئی

یا رب العٰلمین
جل جلالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا رحمۃ للعٰلمین
صلی اللہ علیہ وسلم

مرکزی جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف

تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین حوالہ نمبر ——— تاریخ ١١-٥-٩٦

امر واقعی یہ ہے کہ میں سید محمد محفوظ مشہدی امسال ۱۵ ذوالحج کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف پر حاضری دینے کیلیے ابواء شریف کے مقام پر حاضر ہوا۔ میرے ساتھ عبدالمجید جلالی (راولپنڈی) محمد زبیر (راولپنڈی) اور حافظ محمد ہاشم بھی تھے۔ ہم عصر کے وقت مستورہ پہنچے تو ہمیں لوگوں نے بتایا کہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف کی بیحرمتی کی گئی ہے اور اب وہاں حاضری پر پابندی ہے۔ ہم نے کہا ہم ضرور جانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر جانا ہے تو پھر نماز مغرب کے بعد جاؤ۔ ہم نماز مغرب کے بعد جب ابواء شریف پہنچے تو میرے ساتھ جو دو ساتھی تھے وہ اگرچہ یہاں متعدد بار حاضری دے چکے تھے۔ لیکن انہیں بھی اب یہ مقام پہچاننے میں کافی دقت پیش آرہی تھی۔ اسلیے کہ وہ پہاڑی جس پر قبر شریف تھی وہ تقریباً چھ فٹ تک کاٹ دی گئی تھی۔ اور ایک طرف مصنوعی ٹیلہ سا بنا دیا گیا ہے۔ تاکہ لوگوں پر محل وقوع لوگوں پر مزید مشتبہ ہو جائے اس سب صورت حال کو دیکھ کر قبر شریف کی شدید بیحرمتی پر بڑا افسوس ہوا۔ مجھے حجاز شریف میں متعدد لوگوں نے عوام وعلما نے بھی اس اندوہناک واقعہ کی خبر دی۔ سید محمد محفوظ مشہدی

مہتمم جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ (رجسٹرڈ)
بھکھی شریف تحصیل وضلع منڈی بہاؤالدین

جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف
منڈی بہاءالدین